نہج البلاغہ
کے بارے میں
استاد شہید مطہری سے ۱۱۰ سوال
آیت اللہ شہید استاد مرتضٰی مطہریؒ
شہید مطہری فاونڈیشن (پاکستان)

نہج البلاغہ

کے اسرار ورموز کے بارے میں

استاد شہید مطہری سے ۱۱۰ سوال

شہید مطہری فاونڈیشن لاہور پاکستان

نام کتاب: نہج البلاغہ کے بارے میں
استاد شہید مطہری سے ۱۱۰ سوال
کمپوزنگ: انس کمپونیکیشن لاہور 0300-4271066
ناشر: شہید مطہری فاونڈیشن
زیرِ اہتمام: ابوظہیر

ملنے کا پتہ:

معراج کمپنی
بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0321-4971214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد
0333-5234311

فہرست

عرض ناشر

تعریف اس خدا کے لئے جو ہمارا خالق و مالک ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے اور جو تعریف اور عبادت کے لائق ہے، درود ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر جو ہماری رہنما ہے۔

شہید مطہری کے موضوعات پر کام جاری و ساری ہے اور اس میں ہر دن ترقی ہو رہی ہے اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے میں خدا کی رحمت اور آپ کی دعاوں کا بہت بڑا عمل ہے انتہائی مسرت ہے کہ استاد شہید کی کتب میں سے انتہائی محنت اور عرق ریزی کے بعد مختصر اور جامع انداز میں عام قارئین کے لئے سوال و جواب کی صورت میں مختلف موضوعات پر کام جاری ہے اور اسی سلسلہ میں سے سوالات اور ان کے جوابات پیش خدمت ہیں، جو طلباء کے لئے خاص اہمیت کے حامل ہوں ہیں۔

سوال و جواب کا یہ سلسلہ مختلف ایرانی ویب سائٹ سے لے کر آپ کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے، آپ سے التماس ہے کہ ان مسودات کو مہیا کرنے اور تالیف کرنے والوں کے ساتھ ہماری پوری ٹیم کو اپنی دعاؤں یاد رکھا جائے تا کہ یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔

شہید مطہری فاونڈیشن کے تحت شائع ہونے والی تمام کتب ہماری ویب سائٹ www.shaheedmutahhari.com پر استفادہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

مقدمہ:

نہج البلاغہ امام علی علیہ السلام کے فصیح و بلیغ اقوال کا ایسا مجموعہ ہے جس کی تشریح، تفسیر اور گہرائیوں تک اتر کر اس کی حقیقت تک پہونچنے کے لئے کئی برس کی فکر اور دقت درکار ہے۔ حضرت علی علیہ السلام وہ انسان ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتب میں ذہنی اور فکری بالیدگی حاصل کی۔ آپ علیہ السلام کی ذات گرامی اتنی فضیلت کی حامل ہے کہ دائرہ امکان آپ کی فضیلتوں کے آگے تنگ نظر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> اگر (دنیا کے) تمام درخت قلم اور تمام دریا سیاہی (میں تبدیل ہوجائیں)، تمام انسان (فضیلتوں کو) تحریر کرنے اور تمام جنات گننے میں لگ جائیں، تب بھی امام علی علیہ السلام کے فضائل کا شمار نہیں کرسکیں گے۔[۱]

نہج البلاغہ میں امام علی علیہ السلام کا کلام انتہائی فصاحت اور صراحت سے بیان ہوا ہے جو بذات خود آپ علیہ السلام کے معجزات کا ایک اعلی نمونہ ہے۔ اسی طرح اس کتاب کا دامن انتہائی گہرے علمی اور عرفانی موضوعات سے بھرا پڑا ہے۔ نہج البلاغہ کو ممتاز بنانے والی خصوصیات میں سے ایک خاصیت اس کی جامعیت ہے۔ وہ اس طرح کہ اس میں ایک انسان کو اپنی زندگی میں پیش آنے والے تمام مراحل اور مسائل

---

[۱] ینابیع المودہ، ج۱، ص ۲۶۴

کے بارے میں اقوال اور باتیں ملتی ہیں۔ امام علی علیہ السلام کا کلام اس قدر دلچسپ اور جاذب عقل ونظر ہے کہ حتی عیسائیوں اور ان کے دانشوروں نے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ نہج البلاغہ نے تمام طبقوں کے لئے کچھ نہ کچھ کہہ رکھا ہے اور ہمیشہ مظلوم طبقے کی حمایت کا علم لہرایا ہے۔ یقیناً ہر وہ انسان جو نہج البلاغہ کے احکام پر پابندی سے عمل کرے گا، ہوا و ہوس کی گرفت سے خود کو آزاد پائے گا۔

اس کتاب میں کل ۲۲۹ مختصر اور مفصل خطبات، ۷۹ مکتوبات اور ۴۸۰ نصیحتیں اور حکمت سے مملو باتیں شامل ہیں۔ نہج البلاغہ کی اہم ترین خصوصیات میں سے ایک اور اہم خصوصیت اس کا اپنے مخاطب کو بھرپور انداز میں متاثر کرنا ہے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں:

> "نہج البلاغہ کی باتیں اس حکیم کی باتوں کی طرح ہیں جو زندگی کے ہنگاموں اور ایک معاشرے میں پائے جانے والے تمام ممکنہ حقیقتوں اور مختلف مسائل سے کنارہ کشی اختیار کئے گوشہ عافیت میں بیٹا ہے اور اسلامی معارف بیان کررہا ہے، بلکہ یہ ایک ایسے انسان کی باتیں اور اقوال کا مجموعہ ہے جو ایک عظیم معاشرے کی رہنمائی کی ذمہ داری کا بوجھ کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے اور دین کو مکمل طور پر سمجھنے کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی اور قرآنی علوم پر کڑی نظر رکھتا ہے۔ یہ انسان معرفت سے مالامال دل اور عظیم روح کے ساتھ ذمہ دارانہ طور پر لوگوں کا سامنا کرتا ہے؛ ان سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کے سوالات کے جوابات دے کر ان کی الجھنوں کو سلجھاتا ہے۔ نہج البلاغہ جیسی کتاب کے وجود میں آنے کا پس منظر اور اس کی بنیاد یہ ہے۔ [1]

---

[1] نہج البلاغہ سے متعلق چوتھے کانفرنس میں رہبر انقلاب کے بیانات، ۱۳۱۳

ہم نے اس کتاب میں نہج البلاغہ سے متعلق مسائل کے بارے میں حضرت آیت اللہ مطہری سے چند سوالات پوچھے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات حضرت آیت اللہ مطہری کی کتاب "نہج البلاغہ کا ایک جائزہ" سے ماخوذ ہیں۔

1: امیر المومنین علیہ السلام کے اقوال کس امتیازی حیثیت کے حامل ہیں؟

جواب : عرصہ دراز وقتوں سے امیر المومنین علیہ السلام کے ارشادات اور اقوال دو امتیازات کے حامل رہے ہیں اور انھیں دو امتیازات کی وجہ سے پہچانے جاتے رہے ہیں: ۱۔ فصاحت و بلاغت ۲۔ کثیر الجہتی یا آج کی اصطلاح میں مختلف پہلوؤں کا حامل ہونا ہے۔ ان دو امتیازات میں سے ہر ایک حضرت علی علیہ السلام کے الفاظ کو بے انتہا اہم بنانے کے لئے بہت کافی ہے لیکن ان دو امتیازات کا باہم مل جانا یعنی یہ کہ جہاں مختلف اور متضاد موضوعات کے بارے میں باتیں ہوئی ہیں، وہاں بھی فصاحت و بلاغت کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے چھوٹتا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔

2: نہج البلاغہ کی خوبصورتی کی خصوصیت کو پرکھنے کا معیار کیا ہے؟

جواب: ایک ایسے شخص کے لئے جسے سخن شناس کہا جاسکتا ہو اور جو کلام کی خوبصورتی کو محسوس کرنے اور پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، نہج البلاغہ کی اس خصوصیت کی تشریح اور وضاحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ بنیادی طور پر خوبصورتی محسوس کرنے والی چیز ہوتی ہے، جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ نہج البلاغہ اپنے دامن میں چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی اپنے سامع اور قاری کے لئے وہی حیرت انگیزی، لذت اندوزی، چاشنی اور مٹھاس سمیٹے ہوئے ہے، جس سے چودہ سو سال پہلے کے لوگ محظوظ ہوتے رہے ہیں۔

3: حضرت علی علیہ السلام کے صحابیوں میں ان کے اقوال کی کیا اہمیت اور حیثیت تھی؟

جواب: علی علیہ السلام کے تمام دوست، خاص طور پر وہ دوست خطیبانہ مزاج بھی رکھتے تھے، امام علیہ السلام کے اقوال پر دل و جان سے قربان تھے۔ ایسے دوستوں میں سے ایک ابن عباس بھی تھے۔ البیان والتبیین میں جاحظ کے بیانات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ابن عباس خود بھی زبردست خطیب تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت علی علیہ السلام کی باتوں کو سننے سے متعلق اپنے شوق اور ان کی فصیح باتوں سے اپنے لطف اندوز ہونے کا برملا اظہار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس وقت حضرت علی علیہ السلام اپنا معروف خطبہ شقشقیہ دے رہے تھے تو ابن عباس بھی آپ علیہ السلام کے پاس موجود تھے۔ اس موقع پر کوفہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو ایک خط دیا جس کے بارے میں خیال ہے کہ اس میں کچھ فوری جواب طلب مسائل تھے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس خط کو پڑھنا شروع کر دیا اور جب فارغ ہوئے تو ابن عباس نے عرض کی کہ حضور بیان جاری رہے؟ لیکن آپ دوبارہ باتوں کا ٹوٹا ہوا سلسلہ جوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ ابن عباس نے کہا: بخدا قسم مجھے کسی کلام کے ناتمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس امر پر ہوا کہ امیر المومنین علیہ السلام اپنی بات پوری نہ فرما سکے اور آپ علیہ السلام کا کلام ناتمام رہ گیا۔

4: حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں منجملہ معاویہ کی آپ علیہ السلام کے کلام اور بیان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: محقن بن ابی محقق حضرت علی علیہ السلام کی طرف پیٹھ جبکہ معاویہ کی طرف رخ کرتا ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے بغض و کینے سے بھرے ہوئے معاویہ کا دل خوش کرنے کے لئے کہتا ہے: میں لوگوں میں سب سے کم سخن سے آشنائی رکھنے والے شخص کو چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ یہ چاپلوسی اس قدر بیزار کر دینے والی تھی

کہ خود معاویہ نے اس شخص کی سرزنش کرتے ہوئے کہا: افسوس ہے تجھ پر! کیا علی بے زبان اور نا آشنائے بیان ہے؟! حضرت علی علیہ السلام سے پہلے قریش کو فصاحت و بلاغت کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ یہ علی علیہ السلام ہی تھے، جنہوں نے پہلی بار اس قبیلے کو فصاحت و بلاغت کی تعلیم دی۔

5: جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے منبر کے نیچے بیٹھ کر آپ علیہ السلام کے خطبات سنتے تھے، ان پر کیا کیفیت طاری ہوتی تھی؟

جواب: جو لوگ آپ علیہ السلام کے خطبات سنتے تھے، ان پر اس کا سخت اثر ہوتا تھا۔ آپ علیہ السلام کے وعظ و نصیحت سے دل کانپ کانپ اٹھتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ آج بھی ایسا کوئی دل نہیں ہوگا جو حضرت علی علیہ السلام کے وعظ و نصیحت کو پڑھ یا سن کر خود پر کپکپی طاری ہوتا نہ دیکھے۔ الغراء کے معروف خطبے کے تذکرہ کے بعد سید رضی کہتے ہیں: جب حضرت علی علیہ السلام یہ خطبہ ارشاد فرما چکے تو بدن کانپ اٹھے، آنسو جاری ہوئے اور دل تڑپنے لگے۔

6: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کے بعد کس شخصیت کے اقوال سب سے زیادہ محفوظ کئے گئے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام وہ واحد انسان ہیں جن کی باتیں لوگ بڑے زور وشور سے محفوظ کرتے تھے۔ ابن ابی الحدید عبدالمجید کاتب سے جو تصنیف کے شعبے میں ملکہ رکھتے تھے اور دوسری ہجری کے اوائل میں زندگی بسر کرتے تھے، نقل کرتے ہیں کہ عبدالمجید کاتب کہتا ہے: میں نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبات میں سے ستر خطبے زبانی یاد کرلئے اور اس کے بعد میرا ذہن ایسا کھلا کہ بس! علی الجندی بھی نقل کرتے ہیں کہ عبدالمجید سے پوچھا گیا: وہ کون سی بات تھی جس نے تمہیں بلاغت کے اس عظیم رتبہ پر فائز کیا؟ کہا: "حفظ کلام الاصلع" یعنی حضرت علی علیہ السلام کی باتوں کو ذہن نشین کرنے نے۔

7: حضرت علی علیہ السلام کے اقوال کے بارے میں معتزلہ عالم ابن ابی الحدید کی رائے کی وضاحت فرمائیے۔

جواب : ابن ابی الحدید کا شمار ساتھویں صدی ہجری کے معتزلہ علماء میں ہوتا ہے۔ وہ ایک ماہر ادیب اور زبردست شاعر تھے اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ مولا علیہ السلام کے کلام سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ اپنے اس عشق کا اظہار کیا ہے۔ کتاب کے مقدمے میں یوں لکھتا ہے: خدا کی قسم! علی علیہ السلام کے کلام کو خالق کے کلام سے ابتر اور مخلوق کے کلام سے برتر کہا گیا ہے۔ تمام لوگوں نے دوفنون یعنی خطابت اور تصنیف ان سے سیکھی ہے۔ یہی کافی ہے کہ لوگوں نے جس قدر حضرت علی علیہ السلام کا کلام محفوظ کیا ہے اس کے ایک دسویں بلکہ ایک بیسویں حصے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے صحابیوں حالانکہ ان میں بھی فصحاء ایک بڑی تعداد میں شامل تھے کے اقوال محفوظ نہیں کئے۔ اس کے علاوہ بھی اتنا ہی کافی ہے کہ جاحظ جیسے شخص نے البیان والتبیین اور اپنی دیگر کتابوں میں ان کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

8: کیا حضرت علی علیہ السلام کے اقوال کو ایک خاص زمان و مکان کے دائرے کا پابند سمجھنا ٹھیک ہے؟

جواب : چودہ سو سال سے لیکر اب تک دنیا نے کئی رنگ بدلے ہیں اور کئی کروٹیں لی ہیں، ہماری تہذیب اور ہمارا تمدن بدل چکا ہے۔ ذائقے اور سلیقے بھی پہلے جیسے نہیں رہے۔ ممکن ہے کوئی سوچے کہ فقط پرانا کلچر اور پرانا مزاج ہی علی علیہ السلام کے عشق میں مبتلا تھا اور اس عشق کے آگے ماتھا ٹیکتا تھا اور آج کے افکار اور ذوق کا تقاضا کچھ اور ہے۔ لیکن ہمیں جان لینا چاہیے کہ حضرت علی علیہ السلام لفظی اور معنوی اعتبار سے کسی خاص زمان و مکان کے پابند نہیں، بلکہ تمام انسانیت کو گھیرے ہوئے ایک آفاقی شخصیت کے مالک ہیں۔

9: حضرت علی علیہ السلام کی سخنوری کے بارے میں مصر کے سابق مفتی شیخ محمد عبدہ کی رائے کے بارے میں بتائیے۔

جواب: مصر کے سابق مفتی شیخ محمد عبدہ مرحوم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں وطن سے دوری اور ایک حادثاتی واقعے نے نہج البلاغہ سے آشنا کرایا۔ بعد میں یہ آشنائی عشق میں تبدیل ہوگئی۔ اس عشق نے انہیں اس مقدس صحیفے کی تشریح لکھنے اور نوجوان عرب نسل کے درمیان تبلیغ کرنے پر کمر بستہ کر دیا۔

محمد عبدہ اپنی شرح کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

> عربی بولنے والے لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو یہ نہ کہتا ہو کہ قرآن و کلام نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کا کلام شرافت، بلاغت اور معنی و جامعیت کے اعلی ترین درجے پر فائز ہے۔

10۔ آج کل کے دور میں نہج البلاغہ کی اہم ترین خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے کلام پر مشتمل جو نہج البلاغہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، اس کی اہم ترین خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ عظیم کتاب کسی خاص موضوع کے بارے میں نہیں۔ علی علیہ السلام کے اپنے قول کے مطابق انہوں نے اپنے گھوڑے صرف ایک ہی میدان میں نہیں دوڑائے، بلکہ مختلف میدانوں میں جن میں سے بعض ایک دوسرے سے متضاد بھی ہیں، آپ نے ان تمام موضوعات میں، اپنے بیان کی جولانیاں دکھائی ہیں۔ نہج البلاغہ ایک شاہکار ہے لیکن اس کا تعلق مثال کے طور پر وعظ ونصیحت اور رزمیہ (ایک صنف سخن) یا مثلاً عشق وغزل یا مدح وذم وغیرہ جیسے کسی ایک موضوع سے نہیں۔

11 : یہ بتایئے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اقوال کا تعلق کسی دنیا سے نہیں؟

جواب : دراصل کلام انسان کی روح کا نمائندہ ہوتا ہے۔ ہر انسان کی باتوں کا تعلق اسی دنیا سے ہوتا ہے جس سے کلام کرنے والے کی روح وابستہ ہوتی ہے، جس کا اس کی روح سے تعلق ہوتا ہے۔ فطری طور پر ایک ایسی بات جو بیک وقت کئی دنیاؤں سے مربوط ہو، ایک ایسی نفسیاتی کیفیت کو بیان کرتی ہے جو کسی خاص دنیا سے متعلق نہیں۔ چونکہ علی علیہ السلام کی روح کسی خاص دنیا میں محدود ہوکر رہنے والی نہیں (اور تمام جہانوں میں موجود ہے اور عرفاء کی اصطلاح میں ''انسان کامل''، ''جامع اقسام'' اور ''تمام لوگوں سے تکمیل شدہ'' اور تمام مراتب کی حامل ہے) اس لئے ان کی باتیں بھی کسی خاص زمانے سے مربوط اور نتیجتاً محدود نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت آج کی اصطلاح میں ان کا ہمہ جہت ہونا ہے۔

12 : نہج البلاغہ کے موضوعات ومباحث کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

جواب : نہج البلاغہ کے بحث طلب اور موازنہ کے قابل موضوعات حسب ذیل ہیں:

۱۔ الہیات اور ماوراء الطبیعت موضوعات
۲۔ سلوک وعبادت
۳۔ حکومت وعدالت
۴۔ اہل بیت علیہم
السلام اور خلافت
۵۔ وعظ وحکمت
۶۔ دنیا اور دنیا پرستی
۷۔ شجاعت اور بہادری

۸۔ ملاحم اور علم غیب

۹۔ دعا ومناجات

۱۰۔ اپنے زمانے کے لوگوں سے شکایت اور ان پر تنقید

۱۱۔ معاشرتی اصول وضوابط

۱۲۔ اسلام اور قرآن

۱۳۔ تہذیب نفس اور اخلاق

۱۴۔ شخصیات اور چند دیگر مباحث۔

13 : نہج البلاغہ کے بنیادی حصوں میں سے ایک اہم حصہ الہیات ہے؛ اسکے بارے میں تھوڑی وضاحت کیجئے۔

جواب : نہج البلاغہ کے اہم ترین حصوں میں ایک حصہ الہیات اور ماوراء الطبیعت سے جڑے مسائل ہیں ۔ مجموعی طور پر ان مطالب کا ذکر تقریباً چالیس مرتبہ آپ علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور مختصر لیکن بامعنی بیانات میں ہوا ہے۔ بعض مقامات پر صرف چند مختصر جملوں پر مشتمل ہیں تو کبھی چند سطروں اور چند صفحات میں بیان ہوتی ہیں، جو کبھی چند سطروں تک چلا جاتا ہے اور کبھی چند صفحات کو زینت بخشتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ نہج البلاغہ میں توحید کے موضوع سے متعلق آنے والی بحثوں کو اس کتاب نور کی سب سے عجیب وغریب بحثوں کا نام دیا جاسکتا ہے۔ بے شک جب ہم اس موضوع کو اس کے تمام مجموعی شرائط اور سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھتے ہیں تو ان کا ظہور اور بیان ہمیں کسی معجزے سے کم دکھائی نہیں دیتا۔

14 : الہیات والے حصے میں نہج البلاغہ کی بحثوں کا پس منظر کیا ہے؟

جواب : اس سلسلہ میں نہج البلاغہ کے مباحث مختلف اور گونا گوں ہیں جن کا ایک حصہ مخلوقات، تخلیق خداوندی اور حکمت الہی کے مطالعے اور مشاہدے پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں کبھی زمین وآسمان کے مکمل نظام پر بحث ہوتی ہے، تو کبھی ایک خاص

وجود جیسے چمگاڈر، مور یا چیونٹی کا مطالعہ سامنے آتا ہے۔ نیز آثار حقیقت یعنی ان موجودات کی حقیقت میں تدبیر کی کارفرمائی اور ان کے مقصد پر توجہ کو پیش کیا گیا ہے اور ان کی تخلیق پر غور و خوص کا عمل سامنے آتا دکھائی دیتا ہے۔

15: یہ بتائیے کہ نہج البلاغہ کے توحیدی مباحث زیادہ تر کن مسائل سے متعلق ہیں؟

جواب: نہج البلاغہ میں ہونے والی اکثر توحیدی بحثوں کا تعلق عقلی اور فلسفیانہ موضوعات سے ہے۔ ان بحثوں میں نہج البلاغہ کا بیان انتہائی عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ نہج البلاغہ کے عقلی توحیدی مباحث میں سب سے بنیادی اور محوری بحث (جو درحقیقت دیگر تمام بحثوں، دلیلوں اور نتائج کی بنیاد اور اساس ہے) ذات باری تعالی کے قادر مطلق، لامحدود، ذاتی اور قیومی (یعنی قائم بالذات) ہونے کے بارے میں ہے۔ بے شک ان مباحث میں حضرت علی علیہ السلام نے گفتگو کا حق ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی دوسرا انسان (چاہے ان سے پہلے یا ان کے بعد) ان کے ارشادات کی بلندیوں کو چھونے کی صلاحیت خود میں پا سکا ہے، نہ پا سکے گا۔

16 : شیعوں افکار پر معصومین علیہم السلام کی الہیات سے متعلق بحثوں کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

جواب: آئمہ اطہار علیہم السلام کی الہیات سے متعلق بحثوں اور ان سے مربوط مسائل کے تجزیے اور تحلیل جس کا ایک واضح اور منہ بولتا ثبوت نہج البلاغہ ہے نے پرانے زمانے ہی سے شیعی تفکر کو ایک فلسفیانہ طرز فکر میں تبدیل کر دیا ہے۔ یقیناً یہ روش اسلام میں کوئی نئی چیز نہیں تھی بلکہ اصل میں یہ وہی راستہ تھا جس پر خود قرآن نے مسلمانوں کو چلنے کی ہدایت کی ہے۔ آئمہ اطہار علیہم السلام نے صرف قرآنی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے اس عظیم کتاب الہی کے مفسرین کے طور پر مذکورہ حقائق کا اظہار فرمایا۔

17: یہ بتائیے کہ نہج البلاغہ میں الٰہی مسائل کا بیان کن صورتوں میں ہوا ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں الہیات سے مربوط مسائل کا بیان دو سطحوں پر ہوا ہے:

پہلی سطح پر محسوسات کی اس دنیا اور اس کو چلانے والے پورے نظام کو ایک ایسے آئینے کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس میں اس رنگ و بو اور احساسات کی دنیا کے تخلیق کرنے والے کی آگاہیوں اور کمال کے جلوؤں کے سلسلہ میں غور وخوض کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری سطح پر خالص عقلی افکار و اندیشے اور خالص فلسفیانہ جوابات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ نہج البلاغہ میں ہونے والے اکثر الٰہی مباحث کو خالص عقلی تفکرات اور فلسفیانہ جوابات ہی تشکیل دیتے ہیں۔ البتہ خداوند تعالی کی کمالی اور جلالی صفات سے متعلق گفتگو میں دوسری روش سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔

18: کیا نہج البلاغہ میں خداوند تعالی کی ذات کے بارے میں بھی بحث ہوئی ہے؟

جواب: جی ہاں! بحث ہوئی ہے اور کافی بحث ہوئی ہے۔ لیکن تمام بحثیں ایک ہی نکتے کے گرد گھومتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ حق تعالی کی ذات دراصل ایک بے انتہا وجود اور بے نہایت ہستی مطلق کا نام ہے۔ ماہیت سے مکمل طور پر مبرا ہے۔ قائم بالذات ہے۔ کوئی چیز اسے محدود کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ دیگر تمام موجودات ومخلوقات محدود ہیں۔ خدا چاہے ساکن ہو یا متحرک (متحرک وجود بھی ہمیشہ اپنی حدود اور سرحد بدلنے کی حالت میں رہتا ہے) ہمیشہ حدود اور سرحدوں کی قید سے آزاد ہی رہتا ہے کیونکہ خدا کے لئے کسی حد کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

19: نہج البلاغہ کے توحیدی حصے میں خداوند تعالی کی ذات کے بارے ہونے والی بحث کی وضاحت فرمایئے۔

جواب: نہج البلاغہ کے موضوعات میں سے ایک اور اہم موضوع خداوند تعالی کی وحدانیت سے متعلق اس اہم نکتے کا اظہار کرنا ہے کہ خدائے تعالی کی وحدانیت کی نوعیت عددی نہیں، بلکہ وحدانیت کی ایک اور ہی قسم ہے۔ وحدت عددی کا مطلب ایک ایسی چیز کی وحدانیت ہے جس پر دوبارہ وجود میں آنے کا اطلاق ہوسکے (یا جو فنا ہونے کے بعد دوبارہ اس عالم میں ظہور کرے)۔ جب بھی ہم عالم وجود میں آنے والی تمام ماہیتوں میں سے ایک

خاص ماہیت اور تمام طبیعتوں میں سے ایک مخصوص طبیعت کو دیکھتے ہیں تو عقلی بنیادوں پر فوراً سوچنے لگتے ہیں کہ ممکن ہے یہ ماہیت یا فطرت کسی اور شخص میں دوبارہ ظاہر ہو۔ ایسی ماہیت یا فطرت کے حامل افراد کی وحدانیت کو عددی وحدانیت کا نام دیا جاتا ہے۔

20 : نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہم السلام کے ارشادات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کیا ہم خداوند تعالی کی وحدانیت کو عددی وحدانیت کہہ سکتے ہیں؟

جواب : نہج البلاغہ میں اس موضوع پر مکرر بحثیں ملتی ہیں کہ ذات حق (خداوند تعالی) کی وحدانیت عددی وحدانیت نہیں اور "ایک" کے عددی معنوں میں اس کی توصیف و تعریف ممکن نہیں۔ کیونکہ ذات حق (خدائے متعال) اگر عدد کے گھیرے میں آجائے تو اس کا مطلب کچھ اور نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ خداوند تعالی کی ذات محدود ہو کر رہ جائے نعوذ باللہ۔

''الاحد لا بتاویل عدد''[1]

وہ ایک ہے لیکن عدد کے اعتبار سے نہیں۔

21 : کیا نہج البلاغہ میں بھی (قرآن کی طرح) خداوند تعالی کے اول اور آخر ہونے کا ذکر ہوا ہے؟

جواب : نہج البلاغہ میں شامل بحثوں میں سے چند ایک ایسی بھی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ خداوند تعالی اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ یقیناً یہ بحث بھی دیگر تمام بحثوں کی طرح قرآن مجید سے اقتباس کی حیثیت رکھتی ہے۔ (یہاں ہم قرآن مجید سے سند پیش نہیں کر رہے ہیں۔) خداوند تعالی کی ذات اول ہے لیکن زمانی اعتبار سے نہیں کہ اس طرح یہ صفت اس کی آخریت یا ابدیت سے متضاد ہو کر رہ جائے گی۔ بالکل ایسے ہی اس کی ذات ظاہر ہے لیکن اس ظہور کو محسوسات اور حواس کا رنگ نہیں دیا جاسکتا کہ اس طرح مذکورہ صفت اور اس کی ایک اور صفت یعنی باطن

[1] خطبہ: ۱۵۲

ہونے میں ٹکراؤ کا عمل سامنے آئے گا۔

22 : خداوند تعالی کی ذات و صفات کے بارے میں بحث کرتے ہوئے نہج البلاغہ کی عظیم کتاب کونسی روش اختیار کرتی ہے؟

جواب : حق تعالی کی ذات و صفات کے بارے میں نہج البلاغہ سے پہلے نیز اس کتاب کے ظاہر ہونے کے بعد بھی مشرق و مغرب میں پرانے زمانے سے اب تک تمام فلسفیوں، عارفوں اور علم کلام کے ماہرین نے مختلف بحثیں کی ہیں، لیکن ان تمام کی روش اور طریقے مختلف تھے اور ہیں۔ نہج البلاغہ کی روش بالکل نئی ہے جو اب سے پہلے کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ اس کتاب کے افکار اور اندیشوں کا پس منظر صرف قرآن مجید ہے اور بس! اگر ہم قرآن مجید کو نظر انداز کرتے ہوئے نہج البلاغہ کی بحثوں کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں ان کے پس منظر میں کچھ دکھائی نہیں دیگا۔

23 : نہج البلاغہ میں تکوینی امور اور پروردگار کے ارادے کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب : نہج البلاغہ کی بحث قرآن کے حدوث یا قدامت جو ایک بے معنی اور فرسودہ بحث ہے کے بارے میں نہیں بلکہ تکوینی امور اور پروردگار کے ارادے کے بارے میں ہے۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند تعالی کا ارادہ اور حکم ہی اس کا فعل (کام) ہے۔ اسی لئے یہ (ارادہ) ایک حادث عمل اور ذات باری تعالی کے بعد سامنے آنے والا ایک فعل ہے، کیونکہ اگر اسے قدیم مان کر اس کی قدامت کو ذات باری تعالی کی قدامت کے برابر دکھانے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک اور ذات اور اس طرح خداوند تعالی کی ذات میں شرک کا باعث ہوگا۔

24 : مسلمان متکلمین کی بحثوں کی بنیاد اور نہج البلاغہ کے درمیان پائے جانے والے اختلاف پر روشنی ڈالئے۔

جواب : مسلمان متکلمین نے (بشمول شیعہ، سنی، اشعری اور معتزلی) اپنی

بحثوں کا محور و مرکز ''عقلی حسن و قبح (خوبصورتی اور بدصورتی)'' کو بنایا ہے۔ یہ اصول جو انسانی معاشرے میں ایک عملی اصول کے علاوہ کچھ اور نہیں، متکلمین کی نظر میں عالم الوہیت میں بھی جاری و ساری ہے۔ تکوین کے تمام مراحل بھی اسی کے ذیل میں آتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ نہج البلاغہ میں کہیں بھی اس اصول کی طرف اشارہ نہیں ہوا ہے؛ بالکل ویسے ہی جیسے قرآن میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر متکلمین کے افکار وعقائد نہج البلاغہ کو اپنا رہنما بناتے تو سب سے پہلے مذکورہ بحث (یعنی عقلی حسن و قبح) کا پیچھا چھوڑتے۔

25 : بعض لوگوں کی نظر جب نہج البلاغہ میں وجود و عدم اور حدوث و قدم وغیرہ جیسے الفاظ پر پڑتی ہے تو وہ ان کلمات کے سلسلہ میں اسبات کا انکار کرتے ہیں کہ یہ آپ کے کلمات ہیں۔ اسبارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب نہج البلاغہ کا مطالعہ کرتے وقت جب وہ وجود و عدم اور حدوث و قدم جیسے الفاظ کا سامنا کرتے ہیں تو وہ ایک اور احتمالی صورت کے پیش نظر یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ الفاظ اور اصطلاحات اسلامی دنیا میں یونانی فلسفے کے روشناس ہونے کے بعد غلطی سے یا قصداً حضرت علی علیہ السلام کے دیگر الفاظ کی صف میں لاکھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ ان مفروضات کی تخلیق کرنے والے لوگ اگر الفاظ کی سرحدوں کو عبور کر کے شہر معنی میں داخل ہونے میں کامیاب ہوتے تو شاید یہ بات ہرگز نہ کہتے۔ نہج البلاغہ میں استعمال ہونے والی استدلالی روش سید رضی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے فلسفیوں حتی کہ سید رضی اور اس عظیم کتاب کی تالیف کے کئی سو سال بعد تک آنے والے فلسفیوں کی استدلالی روش سے مکمل طور پر مختلف اور متفاوت ہے۔

26: کیا نہج البلاغہ میں تمام ممکنات کے سرچشمہ اور ان کی علت کے طور پر وجوب وجود کے سلسلہ میں کوئی وضاحت موجود ہے کہ ایک ایسے وجود کا وجوب ضروری ہے جو تمام ممکنات کی تشریح کرے؟ کیا اس چیز کو اصل کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں کسی بھی صورت میں ''وجود'' کے واجب ہونے کو بطور عالم ممکنات کی وضاحت کرنے والے اصول کے نہیں لیا گیا اور یہ کتاب قطعاً ان معنوں پر انحصار نہیں کرتی۔ اس کتاب میں جس چیز پر انحصار کیا گیا ہے وہ وہی چیز ہے جو وجود کے واجب ہونے کے اصلی معیار کی وضاحت کرتی ہے یعنی خالص واقعیت اور خداوند تعالیٰ کا وجود محض ہونا۔

27: نہج البلاغہ میں خداوند تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بحث کرنے کے لئے اصل بنیاد کس چیز کو بنایا گیا ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں ذات حق کے بارے میں تمام بحثوں کی اصل بنیاد یہ نکتہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ایک مطلق اور غیر محدود ہستی ہے۔ اسے کسی طرح بھی قید و بند کا اسیر نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی مکان، کوئی وقت اور کوئی چیز اس کے وجود اور پرتو سے خالی نہیں۔ وہ تمام چیزوں میں جلوہ گر ہے لیکن کوئی چیز اس کی شریک نہیں ہے۔ چونکہ وہ مطلق ہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں، اس کی ذات ہر چیز پر حتی زمان و عدد اور حد و اندازہ و ماہیت سب پر مقدم ہے۔

28: مشرقی فلسفے کو تشکیل دینے میں نہج البلاغہ نے کیا کردار ادا کیا ہے؟

جواب: مشرقی فلسفے کی تاریخ میں نہج البلاغہ کا اہم کردار رہا ہے۔ ملا صدرا کہ جنھوں نے حکمت الٰہی سے متعلق افکار کا نقشہ بدل کر رکھ دیا، حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات اور الفاظ سے شدید طور پر متاثر تھا۔

توحید سے متعلق مسائل کے بیان میں انھوں نے ذات سے ذات اور ذات سے صفات و افعال والی روش اپنائی ہے جن کی بنیادیں واجب کے وجود محض ہونے پر

استوار ہیں اور خود یہ اصل ایک اور مکمل اصول پر ایستادہ ہے۔ اس اصول کا مشاہدہ جابجا طور پر اس کے عام فلسفے میں کیا جا سکتا ہے۔

29: نہج البلاغہ کی نظر میں عبادت کا مفہوم اور حقیقت کیا ہے؟

جواب: نہج البلاغہ نے "عبادت" سے جو کچھ مراد لیا ہے، اس کی نوعیت عارفانہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ جہان اسلام میں قرآن مجید، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لفظ ''عبادت'' سے تمام تر عارفانہ ماخوذات کا الہام بخش سرچشمہ وہی حضرت علی علیہ السلام کے الفاظ اور آپ علیہ السلام کی عارفانہ عبادات ہیں۔

30: کیا ''سبعہ معلقہ'' (یعنی دوران جاہلیت میں خانہ کعبہ کی دیوار پر آویزاں سات اہم ترین قصیدے) اور نہج البلاغہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر ہیں؟

جواب: سبعہ معلقہ اور نہج البلاغہ ایک کے بعد ایک ظاہر ہونے والی دونسلوں کا نام ہے۔ یہ دونوں نسلیں فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ لیکن جہاں تک معنی اور مفہوم کی بات ہے، دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔ سبعہ معلقہ میں جہاں آدمی کی نظر پڑتی ہے گھوڑوں، نیزوں، اونٹ، شبخون، آنکھوں، بھوؤں، عشق اور لوگوں کی مدح سرائی اور ہجو وغیرہ جیسے موضوعات پر مشتمل مضامین دکھائی دیتے ہیں، لیکن نہج البلاغہ میں جابجا اعلی ترین اسلامی مفاہیم نظر آتے ہیں۔

31: نہج البلاغہ نے کسچیز کو عبادت کی روح قرار دیا ہے اور اسکے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: علی علیہ السلام خداوند تعالی کی یاد جسے بجا طور پر روح عبادت قرار دیا گیا ہے کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: خداوند تعالی نے اپنی یاد کو دلوں کے آئینے کو

جلا بخشنے والی صیقل (یعنی دلوں کو گناہوں کی آلودگی سے پاک و پاکیزہ کرنے کا ذریعہ) قرار دیا ہے۔ خدا کی یاد وہ چیز ہے جس کے ذریعے دلوں کو بہرے پن، اندھے پن اور سرکشی و عناد سے نجات نصیب ہوتی ہے اور وہ دیکھنے سننے کے قابل ہو کر اس عظیم ذات کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ خداوند تعالی نے مختلف زمانوں میں یا تو زمین پر اپنے بندوں کے درمیان ایک یا چند پیغمبر علیہ السلام مبعوث فرمائے ہیں یا ان کی جگہ چند ایسے برگزیدہ بندوں کو بھیجا ہے جو اس کے ساتھ اس کی زمین پر راز و نیاز کرتے ہیں اور وہ بھی ان کی عقل کے ذریعے ان سے گفتگو کرتا ہے۔ یہ عمل ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

32: نہج البلاغہ کی رو سے حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں عبادت کی دنیا کیسی دنیا ہوتی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کی رو سے عبادت کی دنیا ایک اور ہی قسم کی دنیا ہوتی ہے۔ عبادت کی یہ دنیا ہمیشہ لذت سے سجی ہوئی ہے۔ ایک ایسی لذت اور سرشاری جس کا موازنہ کسی طرح بھی اس مادی مثلث میں سمٹی ہوئی Three Dimensional دنیا سے کرنا ممکن نہیں۔ عبادت کی دنیا تحریک اور سیر و سفر سے بھری ہوئی دنیا کا نام ہے، لیکن اس سیر و سفر کا خاتمہ مصر، عراق، شام یا کسی بھی دیگر شہر یا ملک میں پہنچ کر نہیں ہوتا، بلکہ یہ سفر ایک ایسے شہر میں جا کر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے جو نام و نشان سے مبرا ہے۔ عبادت کی دنیا میں دن رات کا تصور ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں چاروں طرف صرف ایک نور کا سماں ہے۔ ایک ایسا نور جس کے اندر تاریکی، غم و اندوہ اور کدورت کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایک ایسا نور جو صرف اخلاص اور صلح و آشتی کو جنم دیتا ہے۔

33: کیا نہج البلاغہ کی نظر میں بھی عبادت فقط حرکات و اعمال کی بجا آوری کا نام ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کی نظر میں عبادت کا مطلب صرف خشک اور روح سے

خالی اعمال کی انجام دہی نہیں ہے۔ جسمانی عبادت دراصل عبادت کی ظاہری حالت یا دوسرے لفظوں میں اس کا بدن یا جسم ہے۔ عبادت کی روح اور اس کے اصلی معنی کچھ اور ہیں۔ جسمانی اعمال صرف اسی وقت زندہ، جاندار اور صحیح معنوں میں عبادت کہلانے کے لائق ہوں گے جب روح اور معنی کے ساتھ مل جائیں۔

34: نہج البلاغہ میں عبادت کرنے والوں کے خدوخال کس طرح کھینچے گئے ہیں؟

نہج البلاغہ میں اہل سلوک وعبادات کے بارے میں بہت سے مطالب بیان ہوئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں خود عبادت اور عبادت کرنے والوں کے خدوخال کھینچے گئے ہیں۔ کہیں کہیں راتوں کو جاگ جاگ کر صبح کرنے والے خدا کی خشیت اور خوف میں مبتلا، لذت وشوق سے سرشار، سوز و گداز سے بھرپور، نالہ وفریاد سے لبریز اور میں قرآن کی تلاوت کرنے والے عبادت گزاروں اور سالکوں کے چہرے اپنے انتہائی واضح خال وخد کے ساتھ ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

35: نماز کے بارے میں نہج البلاغہ کی نظر سے آگاہ فرمایئے۔

جواب: نہج البلاغہ میں ایک ایسا خطبہ موجود ہے جس میں نماز، زکات اور امانتوں کو ادا کرنے کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ نماز کی سفارش اور اس عمل کی انجام دہی پر تاکید کرنے کے بعد امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

> نماز گناہوں کو درخت کے خشک پتوں کی طرح گرا دیتی ہے
> اور گردنوں کو معصیت اور گناہوں کی رسی سے چھٹکارا دلاتی ہے۔
> پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی تشبیہہ کسی شخص کے
> دروازے کے باہر بہنے والے گرم پانی کے ایسے چشمے سے دی ہے
> جس میں وہ شخص دن میں پانچ بار اپنا بدن دھوتا ہے۔ کیا ایسی
> دھلائی کے بعد بھی جسم پر میل باقی رہ سکتا ہے؟ [۱]

---

[۱] خطبہ ۱۹۰

36۔ نہج البلاغہ میں جن موضوعات پر زیادہ بحثیں ہوئی ہیں، ان میں سے ایک موضوع حکومت اور عدالت ہے، اس سلسلے میں تھوڑی وضاحت فرمائیے۔

جواب: نہج البلاغہ میں جن مسائل پر خاطر خواہ بحثیں ہوئی ہیں، وہ حکومت اور عدالت سے مربوط مسائل ہیں۔ جو شخص بھی ایک بار نہج البلاغہ کا شروع سے آخر تک مطالعہ کرے گا، اسے معلوم ہو جائے گا کہ علی علیہ السلام حکومت اور عدالت کے معاملے میں کافی حساس تھے۔ وہ اس موضوع کے لئے کافی اہمیت اور قدر و منزلت کے قائل تھے۔ یقیناً ان لوگوں کے لئے جو اسلام سے آشنائی رکھنے کی بجائے دیگر ادیان کی تعلیمات سے آگاہ ہوتے ہیں، یہ بات انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک دینی رہنما اس حد تک ان مسائل کے بارے میں حساس ہو اور اس موضوع کو اپنی تحریروں میں جگہ دے؟!

37: بتائیے کہ حضرت علیؑ حکومت کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: علی علیہ السلام بھی دیگر تمام مردان الٰہی و ربانی کی طرح حکومت اور قوم کی رہنمائی کو بطور دنیاوی منصب و مقام جو انسان کے جاہ طلبانہ احساس کی تسکین کا باعث اور اس کی زندگی کا واحد ہدف ہو ماننے سے انکار کرتے ہوئے اس کی تحقیر و تکذیب فرماتے ہیں اور اسے دو کوڑی کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔ وہ اس کو مادی دنیا کے دیگر مظاہر کی طرح مرے ہوئے سور کی ایک ایسی ہڈی قرار دیتے ہیں جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا انسان کے ہاتھ میں تھما دی گئی ہو، بلکہ اس سے بھی کم رتبے والی کوئی چیز۔ لیکن اگر یہی حکومت اس کے اصلی معنوں میں صحیح طور پر صرف اور صرف عدالت، لوگوں کو حقوق کی ادائیگی اور معاشرے کی خدمت کے لئے استعمال میں لائی جائے تو حضرت علی علیہ السلام کی نگاہ میں انتہائی تقدس کی حامل ہو جاتی ہے۔ ایسی حکومت حریفوں اور گھات میں بیٹھے ہوئے فرصت طلب دشمنوں کو روکنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس لئے امام علیہ السلام اس حکومت کو غارتگروں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے ان کے خلاف شمشیر

چلانے سے بھی دریغ نہیں فرماتے۔

38۔کیا نہج البلاغہ میں کہیں لوگوں کے حقوق سے متعلق بھی کوئی بحث موجود ہے؟

جواب: امام علیہ السلام نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۰۷ میں لوگوں کے حقوق کے سلسلہ میں ایک جگہ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حق ہمیشہ دوطرفہ اور دو جانبہ ہوتا ہے۔آپ فرماتے ہیں: خداوند تعالی کے حقوق کا شمار ان حقوق میں ہوتا ہے جنہیں خود خدائے متعال نے لوگوں پر لوگوں ہی کی بھلائی کے لئے لازمی قرار دیا ہے؛ ان حقوق کو اس طرح خلق کیا گیا ہے کہ ہر حق دوسرے حق کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ایک انسان یا ایک معاشرے کو نفع دینے والے حق کی ادائیگی باقی لوگوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانے اور اپنے ہم نوع افراد کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا وعدہ کرنے پر اکساتی ہے۔ یقیناً حقوق اس وقت ادا ہوں گے جب باقی مستحق انسان بھی دوسروں کے حقوق کی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھانے کی سعی کریں۔

39: آخر کیا سبب ہے کہ امام علی علیہ السلام عدالت کو بخشش اور جود و کرم سے زیادہ اہم خیال کرتے ہیں؟

جواب: علی علیہ السلام دو دلائل کی بنا پر عدل و انصاف کو جود و کرم سے زیادہ اہم قرار دیتے ہیں؛ پہلی دلیل یہ کہ:

> عدل و انصاف تمام واقعات کے بہاؤ کو فطری رنگ دیتا ہے، جبکہ جود و کرم واقعات کے بہاؤ کے رخ کو ان کے اصلی راستے سے موڑ دیتا ہے۔
>
> دوسری دلیل یہ کہ:
>
> عدالت ایک عمومی قانون نیز ایک مکمل اور با تدبر رہنما ہے جو تمام معاشرے کو یکساں طور پر اپنی خدمات پہونچاتا ہے۔ یہ ایک ہائی وے ہے جس سے تمام لوگوں کو گزرنا ہے۔ جبکہ جود و کرم ایک

استثنائی اور غیر کلی حالت کا نام ہے جس پر قطعاً انحصار نہیں کیا جاسکتا۔

40 : نہج البلاغہ کی نظر میں وہ کون سا اصول ہے جو معاشرے کے تعادل اور توازن کو برقرار رکھ سکتا ہے؟

جواب: امام علی علیہ السلام کی نگاہ میں وہ واحد اصول جو معاشرے کے توازن کی حفاظت کرسکتا ہے اور تمام لوگوں کو راضی اور خوشنود کرسکتا ہے، نیز جو چیز انہیں ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینے اور نیتجتاً انتہائی امن و امان سے رہنے کے قابل بنا سکتی ہے وہ عدل و انصاف ہے اور بس! ظلم وستم اور لوگوں کے درمیان جدائی ڈالنا ظلم وستم کا نشانہ بننے اور پامال ہونے والے لوگ تو کیا خود ستم کرنے والے یا جس کے منافع کے لئے ستم کیا جارہا ہے، کو بھی خوشنود اور راضی نہیں کرسکتا ہے۔

41 : کیا نہج البلاغہ میں کوئی ایسی بحث موجود ہے جس میں حکمرانوں کے مقابلے میں عوام کے حقوق کی بات ہوئی ہو؟

جواب: اگرچہ اس مقدس کتاب میں دیگر تمام موضوعات سے زیادہ توحید اور عرفان کے بارے میں بحثیں ملتی ہیں اور جگہ جگہ خداوند تعالی کے بارے میں ارشادات اور جملوں پر نظر جا پڑتی ہے اور ہر جگہ خداوند تعالی کا نام مبارک آنکھوں کو روشن کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے باوجود اس کتاب میں عوام کے جائز حقوق اور حکمرانوں کے مقابلے میں ان کے صحیح اور ممتاز مقام نیز یہ کہ حکمرانوں کا اصل مقام اور ذمہ داری امانت داری اور لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہے، جیسے موضوعات سے بھی قطعاً غفلت نہیں برتی گئی ہے۔ بلکہ مذکورہ موضوعات پر پوری طرح توجہ دی گئی ہے۔

42: امام علی علیہ السلام امام اور حکمران کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: اس شریف اور مقدس کتاب کی منطق کی رو سے امام اور حکمران لوگوں کے حقوق کے محافظ اور امین ہوتے ہیں جن پر عوام کے تمام جائز حقوق کی ذمہ

داری ہوتی ہے۔ اس بنا پر اگر حکمران اور عوام پر ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھا جائے تو یہ حکمران ہوگا جسے اپنے محکوم عوام کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہنا ہے، عوام پر حکمران کی خدمت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔

سعدی اسی مطلب کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''گوسفند از برای چوپان نیست بلکہ چوپان برای خدمت اوست''

(یعنی: بھیڑ چرواہے (کی غلامی) کے لئے نہیں، بلکہ یہ چرواہا ہے جسے اس کی خدمت کرنی ہے۔)

بھیڑ چرواہے کی خدمت میں نہیں ہے ہرگز یہ تو مخدوم ہے، چرواہا ہے خادم اس کا

43 : نہج البلاغہ میں بکثرت استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ایک لفظ ''رعیت'' ہے۔ اسکی وضاحت کیجئے۔

جواب: ''رعیت'' کا لفظ فارسی میں بتدریج اختیار کرجانے والے اپنے ناپسندیدہ معنوں کے برعکس دراصل انتہائی خوبصورت اور انسانی معنی کا حامل ہے۔ ہم حکمران کے لئے ''راعی'' اور عوام کے لئے ''رعیت'' کا لفظ پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور ان کے بعد بے شمار مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات میں دیکھتے ہیں۔ یہ لفظ یعنی ''رعیت'' ایک اور لفظ ''رعی'' سے مشتق ہے جس کے معنی حفاظت اور نگہبانی کرنے کے ہیں۔ لوگوں پر لفظ ''رعیت'' کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ حکمرانوں پر ان کی جان و مال اور حقوق و آزادی کے تحفظ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

44 : اگر ہم نہج البلاغہ کی نظر میں حکمرانوں کی ذمہ داریوں سے آشنائی حاصل کرنا چاہیں، تو ہمیں اس گرانقدر کتاب کے کس حصے کا زیادہ مطالعہ کرنا چاہیے؟

جواب: اس مقصد کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ حضرت علی علیہ السلام کے ان مکتوبات کا مطالعہ کرنا چاہیے جو انہوں نے اپنے چیف کمشنروں ''والیوں'' کے نام

تحریر کئے ہیں۔خصوصاً ان مکتوبات کا مطالعہ کرنا بہتر ہوگا جن میں آپ نے کچھ باتوں کی عام منادی کرائی اور تقسیم اموال کے اصولوں کو لکھ کر گشتی طور پر ہر جگہ عام کیا۔ یقیناً یہی مکتوبات ہیں جو حکمرانوں کے نام لکھے گئے ہیں اور ان میں والیوں پر لوگوں کی ذمہ داریاں اور ان کے حقوق کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔ امام علیہ السلام آذر بائیجان کے ایک کارندہ کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

> خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ جو حکومت تمہیں سپرد ہوئی ہے، وہ ایک ایسا شکار ہے جو تمہارے پنجوں کا اسیر ہو کر رہ گیا ہے؛ ہرگز ایسا نہیں! بلکہ تمہارے کاندھوں پر ایک بار امانت رکھا گیا ہے اور عہدے میں تم سے بڑے لوگ تم سے رعایا کے حقوق کی ادائیگی، نگہبانی اور تحفظ کے طلبگار ہیں۔ اس لئے تمہارے شایان شان نہیں کہ تم لوگوں پر ظلم کرو اور ان کے ساتھ اپنی مرضی سے برتاؤ کرو۔

45: صدقات اکھٹا کرنے والے عملے کے بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی نظر سے آگاہ فرمایئے۔

جواب: نہج البلاغہ میں ایک وصیت نامہ نقل ہوا ہے جس کا عنوان **"**لمن یستعملہ علی الصدقات**"** ہے یعنی اس کے مخاطبین وہ لوگ ہیں جن پر زکات جمع کرنے کی ذمہ داری عائد تھی۔عنوان سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے مخاطبین چند خاص لوگ نہیں بلکہ اس عہدے پر فائز تمام لوگ ہیں۔معلوم نہیں یہ وصیت نامہ پہلے تحریری صورت میں تھا کہ اس طرح شاید ان کے پڑھنے کے لئے انہیں سپرد کر دیا گیا ہوگا، یا زبانی انداز میں بار بار ان کے سامنے دہرایا گیا ہوگا۔ بہر حال سید رضی نے اسے مکتوبات کے ساتھ رکھا ہے، کہتے ہیں:

> ہم اس کا ذکر مذکورہ حصے میں کر رہے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ

حضرت علی علیہ السلام کس طرح حق و انصاف سے کام لیتے تھے
اور کیونکر اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں اس کا دھیان رکھتے
تھے۔

46 : امامت کے بارے میں نہج البلاغہ کی رائے بیان فرمایئے تا کہ معلوم ہو کہ اسکتاب میں مذکورہ موضوع کے بارے میں بھی کچھ کہا گیا ہے یا نہیں؟

جواب: نہج البلاغہ میں خلافت اور مسلمانوں کی رہنمائی کے علاوہ سیاسی مسائل پر بحث کے دوران امامت کا مسئلہ (شیعہ جسے حجت کے عنوان کے تحت مانتے ہیں) بھی ایک خاص مفہوم کے ساتھ انتہائی بلیغ اور قابل فہم انداز میں بیان ہوا ہے۔

47 : کیا علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں خلافت سے متعلق اپنی وراثت اور حقوق کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نہج البلاغہ میں کسی صورت بھی نص (صریح و آشکار حکم) کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا، بلکہ صرف صلاحیت اور شائستگی کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن ایسا سوچنا ٹھیک نہیں کیونکہ ایک تو حضرت علی علیہ السلام اپنے دوسرے خطبے میں اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں انتہائی واضح طور پر ارشاد فرماتے ہیں: انھیں کے درمیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصایت اور وراثت ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت علی علیہ السلام بہت سے موقعوں پر اپنے حق کے بارے میں اس انداز میں کلام فرماتے ہیں کہ اس کی وضاحت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی علیہ السلام کو خلافت کے لئے منصوب کر دینے کے علاوہ کسی طرح ممکن نہیں۔

48 : نہج البلاغہ میں واضح طور پر بیان کرنے کے علاوہ اور کس پہلو سے خلافت کے مسئلہ کا جائزہ لیا گیا ہے؟

جواب: جب ہم واضح، آشکار اور قطعی و مسلم حق کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں تو ہمارے سامنے قابلیت اور فضیلت کا موضوع آ کھڑا ہوجاتا ہے۔

اس بارے میں بھی نہج البلاغہ میں بار بار ذکر آیا ہے۔ امام علیہ السلام اپنے خطبہ شقشقیہ میں فرماتے ہیں:

> خدا کی قسم ابن ابی قحافہ نے قمیص خلافت کو کھینچ تھان کر پہن لیا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لئے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔علم کا سیلاب میری ذات سے گزر کر نیچے جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کرسکتا ہے۔

49 : نہج البلاغہ میں خلفاء پر مجموعی تنقید کی صورت کیا ہے اور یہ کہ اس سے کس موضوع کی طرف اشارہ ہوتا ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں بعض خلفاء پر مجموعی اور بطور کنایہ تنقید کی گئی ہے اور بعض پر جزوی اور صاف انداز میں۔

جواب: مجموعی اور بطور کنایہ تنقید کی مثال وہی ہے جس میں امام علی علیہ السلام واضح طور پر فرماتے ہیں کہ میرا حق مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔

50 : نہج البلاغہ میں خلیفہ اول پر حضرت علی علیہ السلام کی تنقید کسصورت میں سامنے آئی ہے؟

جواب: خلیفہ اول پر تنقید خطبہ شقیقیہ میں خاص طور پر سامنے آئی ہے جو بطور خلاصہ دو جملوں میں بیان ہوئی ہے: پہلا یہ کہ اسے یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ میں اس سے زیادہ شائستہ تھا اور خلافت وہ لباس ہے جو صرف میرے بدن پر پورا آتا ہے۔ اگر وہ ان باتوں سے پوری طرح آگاہ تھا تو پھر اس نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟ خلافت کے دوران میری مثال اس شخص کی تھی جس کی آنکھوں میں کانٹا چبھ گیا ہو یا گلے میں ہڈی کا ٹکڑا پھنس کر رہ گیا ہو۔ دوسری بات یہ کہ خلیفہ نے اپنے بعد دوسرے خلیفہ کا تعین کیوں کیا حالانکہ اس نے اپنی زندگی میں ایک بار لوگوں سے چاہا کہ وہ اپنی بیعت

واپس لے لیں اور اس بیعت کے نتیجے میں جو ذمہ داری اس پر عائد ہوئی ہے، اسے اس ذمہ داری سے آزاد کر دیں۔

51: نہج البلاغہ میں خلیفہ ثانی پر تنقید کس نوعیت کی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں دوسرے خلیفہ پر ایک اور انداز سے تنقید ملتی ہے۔ جہاں "لشدما تشطرا ضرعیھا" والے جملے میں خلیفہ دوم اور خلیفہ اول پر مشترکہ تنقید کی گئی ہے، وہاں خلیفہ دوم کی نفسیاتی اور اخلاقی خصوصیات کے پیش نظر ان پر تنقید کا ایک اور سلسلہ بھی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خلیفہ دوم کی دو اخلاقی خصوصیات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے: پہلی خصوصیت ان کی تند مزاجی اور لڑائی جھگڑے کی عادت ہے۔ اس خصوصیت میں خلیفہ دوم خلیفہ اول کے بالکل برعکس تھے۔ اب رہی بات خلیفہ دوم کی اس نفسیاتی خصوصیت کی جس پر امام علیہ السلام نے تنقید کی تو وہ خصوصیت چیزوں کے بارے میں فوراً اپنی رائے کا اظہار کرنا اور پھر اس سے فوراً ہی پھر جانے کی عادت تھی۔ جو آخرکار تناقص پر انجام پذیر ہوتی ہے۔ بعد میں انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا اور وہ اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔

52: کیا خطبہ شقشقیہ کے علاوہ کسی اور خطبے میں بھی خلفاء پر تنقید سامنے آئی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، پہلے اور دوسرے خلیفہ پر صرف خطبہ شقشقیہ ہی میں اور وہ بھی مذکورہ بالا جملے کی حد تک تنقید کی گئی ہے۔ اگر کہیں اور ان پر تنقید کی بھی گئی ہے تو یہ تنقید اجتماعی نوعیت کی ہے یا بطور کنایہ سامنے ہے۔ مثال کے طور پر امام علی علیہ السلام عثمان بن حنیف کے نام اپنے مشہور مکتوب میں فدک کے مسئلے کی طرف اشارہ فرماتے ہیں یا مکتوب نمبر ۶۲ میں فرماتے ہیں:

> خدا گواہ ہے کہ یہ بات میرے خیال میں بھی نہ تھی اور نہ میرے دل سے گزری تھی کہ عرب اس منصب کو ان کے اہلبیت علیہم السلام سے اس طرح موڑ دیں گے اور مجھ سے اس طرح دور

کر دیں گے کہ میں نے اچانک یہ دیکھا کہ لوگ فلاں کے اردگرد
گھوم رہے ہیں۔

53: کیا وجہ ہے کہ عثمان پر پہلے دو خلفاء کی نسبت زیادہ تنقید کی گئی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں عثمان کا ذکر پہلے دو خلفاء کی نسبت زیادہ مقامات پر آیا ہے۔ اس کی وجہ بالکل صاف ہے: عثمان ایک ایسے واقعے کے نتیجے میں قتل ہوئے جسے تاریخ نے "عظیم فتنہ" کا نام دے رکھا ہے اور جس میں عثمان کے نزدیکی اقارب یعنی بنی امیہ دیگر تمام لوگوں سے زیادہ ملوث تھے۔ جس کے بعد لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کے اردگرد جمع ہونا شروع کر دیا۔ امام علیہ السلام نے بھی چار و ناچار ان کی بیعت قبول کر لی۔ اس طرح اس عمل نے خلافت کے مسئلے میں امام علیہ السلام کے لئے کئی مشکلات کو جنم دیا۔ ایک طرف خلافت کے دعوے داروں نے ان کی شخصیت پر یہ کہہ کر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی کہ عثمان کے قتل میں ان کا ہاتھ ہے۔ اس لئے وہ مجبور تھے کہ اپنا بچاؤ کرتے ہوئے عثمان کے قتل کے حادثہ کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت کریں۔

54: نہج البلاغہ میں کس سطح پر اور کتنی بار عثمان کے بارے میں بحث کی گئی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں کل ٦ بار عثمان کے بارے میں بحث ہوئی ہے جن میں سے اکثر ان کے حادثہ قتل سے متعلق ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام پانچ موقعوں پر عثمان کے قتل میں اپنے ملوث نہ ہونے کا برملا اظہار فرماتے ہیں جبکہ ایک موقع پر طلحہ جنھوں نے عثمان کے قتل کے مسئلہ کو علی علیہ السلام کے خلاف ایک تحریک چلانے کے بہانے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی تھی کو عثمان کے قتل میں ملوث اعلان فرماتے ہیں۔

اسی طرح امام علیہ السلام دو موقعوں پر معاویہ کو جس نے عثمان کے قتل کو حضرت علی علیہ السلام کی انسانی اور آسمانی حکومت میں خلل ڈالنے اور اس حکومت کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے بطور ایک مہرہ استعمال کرنے کی کوشش کی اور مگر مچھ کے

آنسو بہا کر نادان لوگوں کو خلیفہ مظلوم (عثمان) کے قاتلوں کو تختہ دار تک لے جانے کے اکسایا تا کہ اس طرح وہ خود اپنی دیرینہ خواہشات تک رسائی حاصل کر سکے عثمان کے قتل میں پوری طرح شریک سمجھتے ہیں۔

55: امام علیہ السلام کے سکوت کے بارے میں نہج البلاغہ کی کیا رائے ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں خلافت کے مسئلے سے مربوط تیسرا حصہ امام علیہ السلام کے سکوت، آپ کی رواداری اور ان دونوں کے فلسفے کے بارے میں ہے۔ یہاں سکوت کا مطلب قیام نہ کرنا اور شمشیر نہ کھینچنا ہے ورنہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ہر مناسب موقع پر خلافت کے بارے میں اپنے دعوے، اس کے مطالبے اور خود پر ہونے والے ظلم وستم کا برملا اظہار فرمایا۔

56: ہمیں حضرت علیؑ کے سکوت کے بارے میں اپنی نظر سے آگاہ فرمایئے۔

جواب: حضرت علی علیہ السلام کا سکوت ایک منطقی اور نپا تلا سکوت تھا۔ یہ کوئی ایسی خاموشی نہیں تھی جسے بیچارگی اور بے بسی جنم دیتی ہے۔ یعنی انہوں نے دو ممکنہ راستوں میں سے اس راستہ کا انتخاب فرمایا جو ان کے حق میں زیادہ دشوار اور بدن کو گھُلا دینے والا تھا۔ ان کے لئے قیام کرنا آسان تھا اور اگر اس راہ میں کوئی ان کی مدد اور نصرت نہ بھی کرتا تو وہ خود اپنے بیٹوں سمیت حق کے لئے لڑتے لڑتے شہید ہوجاتے۔ ویسے بھی شہادت امام علی علیہ السلام کی دیرینہ آرزوؤں میں سے ایک تھی۔ امام علیہ السلام پہلے بھی اپنی اس خواہش کا اظہار فرما چکے ہیں۔ اپنے معروف جملے میں ابوسفیان کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ابوطالب کا بیٹا موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا۔

57: امام علی علیہ السلام کے سکوت کی وجہ کیا تھی اور اس طویل خاموشی کے دوران ان کی فکر کو کس چیز نے مشغول رکھا ہوا تھا؟

جواب: ظاہر سی بات ہے کہ ہر شخص اس چیز کے بارے میں جاننا چاہتا ہے جو

علی علیہ السلام کی فکر کا مرکز بنی ہوئی تھی، جس چیز کو علی علیہ السلام نابودی اور خطروں سے محفوظ رکھے ہوئے تھے، جس چیز کے لئے علی علیہ السلام نے ایسے جانکاہ رنج وعلم کو برداشت کیا۔ ہم یہاں صرف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ چیز مسلمانوں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کر دینے اور انہیں کسی بھی قسم کی افراتفری سے بچانے کی کوشش تھی اور بس! مسلمان جو اس وقت اس قابل ہو چکے تھے کہ تمام دنیا والوں کو اپنی قدرت اور طاقت دکھا سکیں، خوب جانتے تھے کہ ان کی اس طاقت نمائی کا اصل سبب ان کی صفوں میں وحدت اور قول و فعل کے پر اتفاق کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

58: نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام نے دو خطرناک مواقع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ بہت کم لوگ ایسے تھے جو ان خطرناک مواقع پر علی علیہ السلام کی طرح صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دو خطرناک مواقع کون سے تھے؟

جواب: حضرت علی علیہ السلام اپنی کتاب میں دو جگہوں پر دو خطرناک مواقع کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور ان موقعوں پر اپنے موقف کو ممتاز اور ذاتی اعلان کرتے ہیں یعنی انہوں نے ان دو خطرناک مواقع میں سے ہر موقع پر ایسے فیصلے کئے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی اور شخص مذکورہ شرائط میں ایسا کوئی قدم اٹھا سکے۔ علی علیہ السلام نے ان دو خطرناک مواقع پر ایک جگہ سکوت سے کام لیا اور دوسری جگہ قیام کر کے اعلان جنگ فرمایا؛ ایک عظیم سکوت اور ایک عظیم تر قیام۔

59: خوارج کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام نے جو رویہ اپنایا اس رویے سے متعلق آپ علیہ السلام کی کیا رائے تھی؟

جواب: علی علیہ السلام ایک عظیم سرمایہ افتخار کے طور پر فرماتے ہیں: وہ میں تھا جس نے پہلی بار ان نام نہاد مذہبی لوگوں کی طرف سے سامنے آنے والے عظیم خطرہ کو بھانپ لیا۔ ان لوگوں کی سجدوں کی وجہ سے زخمی پیشانیاں، زاہدانہ ملبوسات اور ذکر خدا میں

سرگرم زبانیں میری چشم بصیرت میں دھول نہ جھونک سکیں۔ وہ میں تھا جو جان گیا کہ اگر یہ لوگ برسر اقتدار آجائیں تو اسلام کو اس قدر جمود، انتشار، بے حس و حرکت اور ظاہر پرستی کا شکار کردیں گے کہ اسلام پھر کبھی اپنی جھکی ہوئی کمر سیدھی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

60: نہج البلاغہ کا زیادہ تر حصہ کن مسائل سے مربوط ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کا زیادہ تر حصہ وعظ و نصیحت سے متعلق ہے۔ اس کتاب کا تقریباً آدھے سے زیادہ حصہ اسی موضوع پر مبنی ہے۔ پس نہج البلاغہ کی اصل شہرت اس میں موجود عملی وعظ و نصیحت ہی کی مرہون منت ہے۔ نہج البلاغہ کے مواعظ و نصائح عربی اور فارسی میں شاہکار کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں۔

61: حضرت علیؑ کے زمانے سے اب تک ان کے مواعظ کی کیا صورت رہی ہے؟

جواب: ہزار سال سے اوپر کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک نہج البلاغہ کے مواعظ عظیم اور موثر ترین صورت میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آج بھی ان زندہ الفاظ میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جو دلوں کو تڑپانے، احساسات کو رقت بخشنے اور آنکھوں سے آنسو جاری کرنے کے لئے کافی ہے۔ یقیناً روئے زمین پر آخری آدمی کی موجودگی تک یہ مواعظ و نصائح اپنی تاثیر کی خوشبو سے دنیا کو باغ و بہار کرتے رہیں گے۔

62: کیا نہج البلاغہ میں مواعظ کے علاوہ خطبات سے بھی استفادہ ہوا ہے؟ نیز ان کی صورت کے بارے میں بیان فرمایئے۔

جواب: مواعظ اور خطبات دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں ان دونوں کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ اصل مسئلہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے صحیح مقام پر استعمال کرنا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ہیجان انگیز خطبات اس مقصد کے لئے ارشاد فرمائے تاکہ انہیں سننے والے لوگوں کے احساسات شعلہ ور ہوجائیں اور ایک ایسا طوفان جنم لے جو ظلم و ستم کی بیخ کنی کرکے اسے خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے۔ جس طرح صفین میں معاویہ سے

اپنی پہلی مڈبھیڑ پر ایک آتشیں اور ہیجان انگیز خطبہ ارشاد فرمایا۔

63: امام علیؑ کے مواعظ کا پس منظر کیا تھا اور وہ کن حالات میں وجود میں آئے؟

جواب: علی علیہ السلام کے مواعظ خاص حالات کی پیداوار ہیں۔ خلفاء مخصوصاً عثمان کے زمانہ خلافت میں مختلف فتوحات کے پیش نظر، بے پناہ جنگی غنائم کی جمع آوری، اس کثیر دولت کو صحیح طور پر استعمال میں لانے کے لئے درست انتظامات کے فقدان، خصوصا عثمان کے زمانہ خلافت میں یعنی اشرافیہ نیز ایک خاص Aristocracy قبیلے کے توسط سے تمام مسلمانوں کے درمیان اخلاقی برائیوں، دنیا پرستی، ناز و نعم اور خودآرائی کا دور دورہ شروع ہو چکا تھا۔ قبائلی تعصب کو ایک بار پھر ہوا دی گئی، اس پر عرب وعجم کے تعصّبات کا اضافہ ہوگیا۔ ایسے میں ان تمام تعصّبات، دنیا پرستی، غنیمت کی لوٹ مار، ہوا و ہوس اور لالچ کے درمیان آسمانوں تک پہنچنے والے روحانی موعظوں کی آواز علی علیہ السلام کی فریاد کی صورت میں بلند ہوئی۔

64: سید رضی نے نہج البلاغہ میں کتنے خطبے جمع کر رکھے ہیں اور ان خطبات کی نوعیت کیا ہے؟

جواب: کل ۲۳۹ شہ پاروں میں سے جنہیں سید رضی نے خطبات کے عنوان کے تحت نہج البلاغہ میں جگہ دے رکھی ہے (اگر چہ وہ تمام خطبات نہیں ہیں) ۶۸ خطبات مکمل طور پر وعظ و نصیحت کے موضوع سے متعلق ہیں جن میں سے بعض تفصیلی اور دوسروں کی نسبت زیادہ طویل ہیں جیسے خطبہ نمبر ۱۷۵ جو "انتفضوا ببیان الله" کے جملے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور خطبہ القاصعۃ جو نہج البلاغہ کے دیگر تمام خطبات سے زیادہ طویل ہے۔ اسی طرح ایک اور خطبہ، خطبہ نمبر ۱۸۴ یعنی خطبۃ المتقین ہے۔

65: نہج البلاغہ میں اکٹھے کئے گئے مکتوبات کے بارے میں تھوڑی وضاحت فرمائیے۔

جواب: نہج البلاغہ میں مکتوبات کے تحت کل ۷۹ شہ پاروں میں سے (ہر چند

وہ تمام مکتوبات نہیں) ۲۵ مکتوبات یا مکمل طور پر وعظ ونصیحت کے موضوع میں رنگے ہوئے ہیں، یا ان میں جگہ جگہ نصیحت اور وعظ پر مشتمل جملے ملتے ہیں۔ ان مکتوبات میں سے چند ایک طویل ہیں جیسے مکتوب نمبر ۳۱ جس میں حضرت علی علیہ السلام نے اپنے عزیز فرزند امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو بعض نصیحتیں فرمائی ہیں۔ دوسرے نمبر پر مالک اشتر کے نام ان کا معروف مکتوب ہے۔ ایک اور طویل خط مکتوب نمبر ۴۵ ہے جو امام علی علیہ السلام کے معروف خطوط میں سے ایک ہے اور جسے امام علیہ السلام نے اپنی حکومت کی طرف سے بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف کے نام رقم فرمایا۔

66: نہج البلاغہ میں بیان ہونے والے مواعظ میں کن نکات کی طرف اشارات ملتے ہیں؟

جواب: نہج البلاغہ کے مواعظ مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں، جیسے تقوی، توکل، صبر، زہد وعبادت، دنیا پرستی وتن پروری سے پرہیز کرنا، ہوائے نفس سے اپنی حفاظت کرنا، خواہشات کی کثرت سے محفوظ رہنا، تعصب کے مقابلے میں اپنا بچاؤ کرنا، ظلم وستم سے پرہیز، احسان ومحبت اور مظلوموں کی امداد کی ترغیب دلانا نیز ضعیفوں کی حمایت کرنے کی تلقین کرنا، صبر واستقامت اور قوت وشجاعت کی حوصلہ افزائی کرنا، وحدت واتفاق کی ترغیب اور اختلاف سے روکنا، تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دینا، تفکر وتذکر اور محاسبہ ومراقبہ کی طرف بلانا، تیزی کے ساتھ گزرنے والی عمر کی یاد دلانا، موت، عالم سکرات اور موت کے بعد کی سختیوں کی یاد دلانا، قیامت کے خوفناک اور بھیانک مناظر کی یاد دلانا وغیرہ وہ عناصر ہیں جن کی طرف نہج البلاغہ کے مواعظ میں خاص توجہ دی گئی ہے۔

67: نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کے مواعظ ونصائح میں ان کی منطق تک کیسے رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کو اس رخ سے دیکھنے کے لئے، بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ علی

علیہ السلام کو وعظ و نصیحت کی کرسی پر دیکھنے اور ان کے مقام کا ادراک کرنے اور آپ علیہ السلام کے مواعظ کے مکتب سے آشنائی حاصل کرنے اور عملی طور پر اس سرچشمہ سے بہرہ مند ہونے کے لئے علی علیہ السلام کے بیانات اور مکتوبات میں آنے والے موضوعات کی گنتی بالکل بھی کافی نہیں ہوگی۔ یہ کہنا بھی کافی نہیں ہوگا کہ مثلا ہم کہیں کہ علی علیہ السلام نے تقوی اور زہد و توکل جیسے موضوعات پر بحث فرمائی ہے بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ کی تہ میں بہنے والے معانی کے سمندر سے آنحضرت کا اصل مقصد کیا ہے۔ یعنی ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ان لفظوں کے پیچھے انسانوں کی تربیت کرنے والا کون سا خاص فلسفہ پوشیدہ ہے۔ ہمیں اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ انسانوں کی تعمیر و تطہیر اور پاکیزگی نفس کی طرف ان کی ترغیب نیز طہارت و معنوی آزادی اور اسارت کے بندھنوں سے انسانیت کی نجات کے لئے آپ نے کون سے خاص تربیتی فلسفہ کو پیش کیا ہے۔

68: نہج البلاغہ میں لفظ ''تقوی'' کو جو اہمیت دی گئی ہے، اسکے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے۔

جواب: لفظ ''تقوی'' نہج البلاغہ میں بکثرت استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ہے۔ شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جس میں نہج البلاغہ کی طرح اس حد تک تقوی کو موضوع بحث بنایا گیا ہو اس کتاب میں شاید ہی کوئی ایسا دوسرا موضوع ہوگا جس کی طرف ''تقوی'' جتنی توجہ دی گئی ہوگی۔

69: قارئین کے لئے نہج البلاغہ کی نظر میں ''تقوی'' کے مفہوم کی وضاحت کیجئے۔

جواب: نہج البلاغہ میں تقوی، پرہیزگاری کے مفہوم کو بھی نہیں بیان کر رہا ہے۔ حتی کہ پرہیزگاری کے منطقی معنی میں بھی میں نہیں۔ نہج البلاغہ کی رو سے تقوی کے معنی ایک ایسی روحانی طاقت کے ہیں جو عرصہ دراز کی کوششوں اور ریاضت کے بعد نصیب ہوتی ہے جبکہ عقلی اور منطقی پرہیزگاری ایک طرف اس روحانی حالت کے مقدمے کے طور پر ظہور پذیر ہوتی ہے اور دوسری طرف اس روحانی علت کے معلول کی

حیثیت رکھتی ہے جو اس روحانی حالت کے ایک ضروری جزو سے زیادہ کچھ نہیں۔

70: نہج البلاغہ نے لفظ ''تقویٰ'' میں کس مفہوم پر زیادہ تاکید کی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں لفظ ''تقویٰ'' کے ذریعے درحقیقت یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تقوی انسان کے لئے زنجیر اور قید خانہ نہیں بلکہ اس کا نگہبان اور اس کی پناہگاہ ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد کم نہیں جو مصونیت (یعنی تحفظ) اور محدودیت میں فرق کرنا نہیں جانتے اور آزادی اور رہائی کے نام پر تقوی کے تمام حصار توڑ ڈالنے کا فتوا صادر کرتے پھرتے ہیں۔ پناہگاہ اور قید خانے کے درمیان واحد قدر مشترک ان کی مانعیت اور روکنے کی صلاحیت ہے۔ لیکن پناہ گاہ انسان کو پیش آنے والے خطروں سے باز رکھتی ہے جبکہ قید خانہ انسانوں کو تمام صلاحیتوں اور عطیوں سے بہرہ مندی سے روکتا ہے۔

71: نہج البلاغہ کی نظر میں آزادی کے اصلی سرمائے کے بارے میں آگاہ کریں۔

جواب: علی علیہ السلام اپنے بعض جملوں میں بڑی صراحت سے بیان فرماتے ہیں کہ آزادی کا اصل سرمایہ تقوی ہی ہے یعنی جہاں تقوی آزادی سے نہیں روکتا اور اس عظیم مقصد تک پہنچنے کے لئے انسان کی راہ میں رکاوٹ کھڑی نہیں کرتا، وہیں تمام تر آزادیوں کا سرچشمہ اور منبع بھی یہی ہے۔ امام علیہ السلام اپنے خطبہ نمبر ۲۲۱ میں فرماتے ہیں:

فان تقوی اللہ مفتاح مداد و ذخیرۃ معاد و تحیق من کل ملکۃ و نجاۃ من کل ھلکۃ۔"

ترجمہ: یقیناً تقوی ہی تمام اچھائیوں کی چابی، قیامت کے لئے بہترین سامان سفر، بندگی اور غلامی کی ہر قسم کی زنجیر سے آزادی اور ہر قسم کی تباہی سے نجات ہے۔

72: کن موقعوں پر تقوی کے اہم ترین آثار کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: تقوی کے جن آثار کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے، ان میں سے اہم ترین اثرات صرف دو ہیں: ایک بصیرت اور روشن فکری، جبکہ دوسرا مشکلات کو حل کرنے

کی صلاحیت اور مشکلات اور سختیوں اور شدائد سے باہر نکلنے کی اہلیت۔

73: کیا نہج البلاغہ میں تقوی کی حفاظت کے بارے میں کوئی تذکرہ ملتا ہے؟

جواب: جہاں نہج البلاغہ میں اس بات پر اصرار کیا گیا ہے کہ تقوی گناہوں کے مقابلے میں انسان کا ضامن اور اسے ان کے شر سے محفوظ رکھنے کا پکا ثبوت ہے، وہاں اس بات سے بھی خبردار کیا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ کسی طرح بھی تقوی کی حفاظت اور بچاؤ سے غفلت نہ برتے کیونکہ جس طرح تقوی انسان کا محافظ ہے، بالکل ویسے ہی انسان کو بھی تقوی کی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہاں ایک دوسرے پر انحصار محال نہیں ہے بلکہ بالکل صحیح ہے۔

74: نہج البلاغہ کی نظر میں تقوی کے بعد اور کون سا موضوع انتہائی اہم ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کے مواعظ کا ایک اور موضوع زہد و عبادت ہے۔ اگر ہم نہج البلاغہ کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس کتاب میں تقوی کے بعد بکثرت استعمال ہونے والا دوسرا لفظ زہد ہی ہے۔ زہد کا مطلب دنیا اور اس سے متعلق خواہشات کو ٹھکرا ہے۔ نہج البلاغہ میں دنیا کی مذمت اور اسے ترک کردینے کی دعوت سے بار بار ہماری مڈبھیڑ ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ موضوع نہج البلاغہ میں شامل اہم ترین موضوعات میں سے ہے جسے پوری طرح سمجھنے کے لئے ہمیں امیر المومنین علیہ السلام کے ارشادات کا ہر پہلو سے جائزہ لینا ہوگا۔ اور چونکہ نہج البلاغہ میں زہد اور ترک دنیا ایک ہی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں، اس لئے نہج البلاغہ میں شامل دیگر تمام موضوعات سے زیادہ اس موضوع پر بحث کی گئی ہے۔

75: نہج البلاغہ میں زہد کی تعریف کن الفاظ میں کی گئی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ میں زہد کی تعریف دو موقعوں پر کی گئی ہے۔ خطبہ نمبر ۸۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

ایہا الناس! زہد امیدوں کے کم کرنے، نعمتوں کا شکریہ ادا

کرنے اور محرمات سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔

اسی طرح حکمت نمبر ۴۳۹ میں فرماتے ہیں:

تمام زہد قرآن مجید کے دو فقروں کے اندر سمٹا ہوا ہے: "جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔" لہذا جو شخص ماضی پر افسوس نہ کرے او آنے والے سے مغرور نہ ہو جائے اس نے سارا زہد سمیٹ لیا ہے۔

76: علیؑ کے حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ زہد کو کس حالت کا نام دیں گے؟

جواب: زہد کے بارے میں نہج البلاغہ کی تفسیر اور تعریف کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ زہد ایک روحانی حالت کا نام ہے۔ چونکہ زاہد کو معنوی اور اخروی اسباب سے لگاؤ ہوتا ہے اس لئے وہ مادی دنیا کی تمام تر آسائشوں کو خیر باد کہہ دیتا ہے۔ دنیا سے یہ بے تعلقی اور بے اعتنائی صرف اس کے احساسات، افکار، اندیشوں اور دلی وابستگیوں کی حد تک نہیں ہوتی اور ضمیر کے مرحلے تک پہنچ کر اس کا اختتام نہیں ہوتا، بلکہ ایک سچا زاہد اپنی عملی زندگی کو بھی سادگی اور قناعت کے رنگ میں رنگ دیتا ہے اور ہر قسم کی تن پروری، شان وشوکت اور لذت پرستی سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

77: علی علیہ السلام اپنے زمانہ خلافت میں زہد کو کس طرح میدان عمل میں لائے؟

جواب: علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے زمانے میں خلافت سے پہلے کے ادوار کی نسبت زہد کو اپنی عملی زندگی میں اور زیادہ اہمیت کا حامل بنایا۔ فرماتے ہیں: خداوند تعالی نے منصف طبقے پر یہ فریضہ واجب کر رکھا ہے کہ وہ اپنی زندگی ضعیف ترین طبقے کی زندگیوں کے مطابق بسر کریں تا کہ ضعیفوں کو ان کے فقر کا احساس پریشان نہ کرے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: کیا میں خود کو اس امیر المومنین والے لقب جو لوگوں نے میرے لئے منتخب کیا ہے اور مجھے اس لقب سے بلاتے ہیں کی مدد سے قانع کروں اور اس طرح روزگار کی پریشانیوں اور مشکلات میں مومنین کے رنج و الم میں شریک نہ ہوں یا پھر یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ میں فقیرانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہوئے

ان کی امامت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہوں؟!

78: کہ علی علیہ السلام دوسروں سے بھی یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ بھی انہی کی طرح زاہدانہ زندگی بسر کریں؟

جواب: جب کبھی حضرت علی علیہ السلام کسی اور شخص کو دیکھتے جو خود پر اس حد تک دنیا کی لذات کو حرام ٹھہراتا اور اس قدر زہد کا مظاہرہ کرتا تو اس کی سرزنش فرماتے تھے۔ جب ان پر سامنے سے اعتراض کیا جاتا کہ آپ علیہ السلام خود کیوں اپنے آپ پر اس قدر سختی فرماتے ہیں تو جواب دیتے: میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ رہنماؤں پر عائد ذمہ داریاں اور طرح کی ہوتی ہیں (جس طرح عاصم بن زیاد حارثی کے ساتھ آنحضرت علیہ السلام کی گفتگو سے ظاہر ہے)۔

79:۔ کیا نہج البلاغہ میں امام علی علیہ السلام نے ترک دنیا پر تاکید فرمائی ہے؟

جواب: دنیا کے سب سے حریت انسان یعنی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس لئے پوری طرح آزاد تھے کیونکہ وہ ایک مکمل زاہد تھے۔ آپ علیہ السلام نہج البلاغہ میں ترک دنیا جسے ہم دوسرے لفظوں میں دنیا کی تمام لذتوں کا پیچھا چھوڑ دینا کہتے ہیں پر کافی اصرار فرماتے ہیں۔ اپنے مختصر جملوں میں سے ایک جملے میں یوں فرماتے ہیں:

الطمع رق مؤبد۔ [1]

ترجمہ: لالچ ہمیشہ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

80: آخر کیا وجہ تھی کہ علی علیہ السلام اپنے زمانہ خلافت میں اسقدر زاہدانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے؟

جواب: علی علیہ السلام اس دنیا کے پہلے زاہد انسان تھے، ساتھ ہی اپنے سینے میں ایک ایسے حساس دل کے مالک تھے جو معاشرتی ذمہ داریوں کے احساس سے بھرا رہتا تھا۔ ایک طرف تو آپ یہ فرماتے تھے کہ:

---

[1] مختصر ارشادات حکمت ۱۷۱

ما لعلی و لنعم یفنی و لذة لا تبقی!

ترجمہ: علی علیہ السلام کو دنیا کی ناپائدار لذتوں اور نعمتوں سے

کیا لینا دینا!

لیکن دوسری طرف اگر کسی محروم کے ساتھ ذرہ بھر بھی ناانصافی ہوتی تو اس غم سے آپ کو رات بھر نیند نہ آتی۔ آپ کبھی اس بات کے لئے آمادہ نہ ہوتے کہ پیٹ بھر کر کھانے کھا کر سو جائیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شہر کے دور ترین گوشے میں کوئی انسان بھوکا رہ گیا ہو۔

81: حضرت علیؑ نے زہد اور تقوی کی جو تعریف اور تعبیر کی، وہ کس طرز کی تھی؟

جواب : علی علیہ السلام زہد و تقوی کو ورزش سے تعبیر کرتے ہیں۔ لفظ "ریاضت" اپنے اصلی مفہوم میں ریس کے گھوڑے کی ابتدائی پریکٹس اور ورزش کے معنی دیتا ہے۔ ورزش کو بھی ریاضت کا نام دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"و انما ھی نفسی اروضھا بالتقوی"

ترجمہ: درحقیقت میں تقوی کے ذریعے اپنے نفس کو ورزش کراتا ہوں۔

82: نہج البلاغہ میں آنے والے "شکر نعمت" کے کیا معنی ہیں؟

جواب : امیر المومنین علیہ السلام اپنے ارشادات میں ایک ایسے نکتے کا ذکر فرماتے ہیں جنہیں آپ علیہ السلام "سکر نعمت" یعنی "نعمتوں کی مدہوشی" کا نام دیتے ہیں۔ "سکر نعمت" کے ہمراہ انتقام کی آفت بھی چلی آتی ہے۔

اپنے خطبہ نمبر ۱۵۱ میں فرماتے ہیں:

"اے گروہ عرب! تم ان بلاؤں کے نشانہ پر ہو جو قریب آ چکی ہیں۔ لہٰذا نعمتوں کی مدہوشیوں سے بچو اور ہلاک کرنے والے عذاب سے ہوشیار رہو۔"

83: انسان اور کائنات کے رابطے کے بارے میں نہج البلاغہ میں منعکس ہونے والے اسلامی نقطہ نگاہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔

جواب : اسلام کی نظر میں انسان اور کائنات کا تعلق ایک قیدی اور قید خانے یا

ایک کنویں اور کنویں کی تہ میں پڑے ہوئے آدمی کے درمیان تعلق نہیں بلکہ یہ تعلق ایک کسان اور اس کے کھیتوں کے درمیان خوشگوار تعلق کی مانند ہے[۱] یا ایک سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے اور ریس کے میدان کی طرح ہے[۲] یا ایک سوداگر اور تجارتی مارکیٹ کے درمیان قائم تعلق جیسا ہے[۳] یا پھر ایک عابد اور معبد (عبادت کی جگہ) کا رشتہ ہوتا ہے۔[۴] اسلام کی نظر میں دنیا انسان کا مدرسہ، اس کی تربیت گاہ اور پایہ تکمیل تک پہنچنے کی جگہ ہے۔

84: دنیا کی مذمت کے بارے میں نہج البلاغہ کی نظر کی تشریح کیجئے۔

جواب: نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی دنیا کی مذمت کرنے والے ایک آدمی سے بحث کا ذکر آیا ہے۔ علی علیہ السلام نے اس شخص کو جو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہی جہان مذموم یہی مادی دنیا ہے جس کی مذمت کی گئی ہے، ملامت کرتے ہوئے اسے اس کی غلطی کا احساس دلایا۔[۵]

85: علی علیہ السلام گناہوں کے مقابلے میں نفسکے بچاؤ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: امیر المومنین علیہ السلام اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے نام اپنی معروف وصیت جسے نہج البلاغہ میں مکتوبات کے ساتھ شامل کرلیا گیا ہے میں فرماتے ہیں:

اکرم نفسك عن كل دنية ... فانك لن تعتاض بما

---

[۱] الدنیا مزرعۃ الاخرہ (حدیث نبوی) کنوز الحقایق۔ باب دال

[۲] الا و ان الیوم المضمار و غداً السباق۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۸

[۳] الدنیا۔۔۔ متجر اولیاء اللہ۔ نہج البلاغہ، حکمت ۱۳۱

[۴] الدنیا۔۔۔ مسجد احیاء اللہ۔ نہج البلاغہ، حکمت ۱۳۱

[۵] نہج البلاغہ، مختصر جملے، حکمت ۱۳۱

تبذل من نفسك عوضاً ۔ [۱]

اپنے نفس کا احترام کرو کہ جو کام تم اپنے لئے کرو گے اس کے لئے کوئی صلہ یا بدلہ نہیں ہوسکتا۔

86: کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے اسدنیا کی قدرومنزلت گھٹا دی ہے؟

جواب: قرآن، نہج البلاغہ اور دینی رہنماؤں کے دیگر بیانات وارشادات پر غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے دنیا کی قدر ومنزلت میں کمی نہیں کی بلکہ انسانی اقدار میں اضافہ کردیا ہے؛ اسلام چاہتا ہے کہ دنیا انسان کی خدمت پر کمربستہ رہے بجائے اس کے کہ انسان دنیا کی غلامی کا اسیر ہوکر رہ جائے؛ اسلام کا اصلی ہدف اور مقصد دنیا کو بے قدر و قیمت بنانا نہیں بلکہ انسانوں کے اقدار کا احیاء کرنا ہے۔

87: نہج البلاغہ میں یاد خدا کی تعریف کن الفاظ میں کی گئی ہے؟

جواب: علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں کس خوبصورتی سے فرماتے ہیں: خدائے متعال نے اپنی یاد کو دلوں کو جلا بخشنے کا سرمایہ قرار دیا ہے۔ خدا کی یاد سے تمام دل بہرے پن سے شنوائی، اندھے پن سے بینائی اور سرکشی و بغاوت سے نرمی کی طرف سفر کرتے ہیں۔ ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا ہے کہ مختلف اوقات میں خداوند تعالی کے ایسے (ذاکر) بندے رہے ہیں جو اپنے اندیشوں کے ذریعے اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہیں اور اپنی عقلوں کے ذریعے اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ [۲]

88: نہج البلاغہ میں لوگوں کے اعمال اور اہداف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تقسیم بندی کتنے گروہوں میں کی گئی ہے؟

جواب: نہج البلاغہ کی حکمت نمبر ۲۶۹ میں یہ مفہوم بہترین صورت میں بیان ہوا ہے:

---

[۱] نہج البلاغہ مکتوب ۳۱

[۲] نہج البلاغہ خطبہ ۲۱۳

دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے پائے جاتے ہیں: ایک وہ ہے جو دنیا میں دنیا ہی کے لئے کام کرتا ہےاور اسے دنیا نے آخرت سے غافل بنا دیا ہے۔ وہ اپنے بعد والوں کے فقر سے خوفزدہ رہتا ہے اور اپنے بارے میں بالکل مطمئن رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری زندگی دوسروں کے فائدہ کے لئے فنا کردیتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہوتا ہے جو دنیا میں اس کے بعد کے لئے عمل کرتا ہے اور اسے دنیا بغیر عمل کے مل جاتی ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں کو پالیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک ہوجاتا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہوجاتا ہے اور کسی بھی حاجت کا سوال کرتا ہےتو پروردگار اسے پورا کردیتا ہے۔

89 : ہمارے دینی رہنماؤں کے بیانات و ارشادات میں عمل اور احتیاط کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: بحارالانوار کے جلدنمبر ۱۵ کے ۲۹ ویں باب میں کافی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہیں: اسلام ایک متین دین کا نام ہے ۔۔۔عمل کرتے ہوئے اس شخص کی مانند عمل کرو جسے یہ امید ہو کہ وہ بڑھاپے تک جیے گا لیکن احتیاط کے معاملے میں اس شخص کی طرح ہو جسے یہ خوف لاحق ہوگیا ہو کہ وہ کل ہی مرجائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی تم کوئی ایسا کام شروع کرنے لگو جس کے لئے عمر دراز اور کافی وقت کی ضرورت ہو،تو یہ سوچو کہ تم لمبی عمر تک جیو گے،لیکن جب تمہارے سامنے کوئی جلدی سے ختم ہوجانے والا کام ہولیکن یہ سوچ کر اسے ٹالتے رہو کہ ابھی بہت وقت ہے،تو یہ سوچ کر اسے فوراً انجام دو کہ تم کل ہی مرنے والے ہو۔اس لئے جو وقت ملا ہے اس سے پورا استفادہ کرتے ہوئے وہ کام اسی وقت انجام دو۔

90 : خلافت کی منظوری کی ممانعت کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی کونسی دلیل کارفرما تھی؟

جواب : امام علیہ السلام نے اس ممانعت کی وجہ خود ہی بیان فرمائی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھنے لگ جائیں کہ امام علی علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خود کو دیگر تمام لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار اور اس منصب کے لئے موزوں ترین انسان نہیں سمجھتے نعوذ باللہ۔ امام علیہ السلام وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس وقت حالات بہت خراب ہیں اور ہمیں آنے والے دنوں میں اس سے بھی زیادہ خراب مستقبل کا سامنا کرنے والے ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے:

فانامستقبلون امر اله وجوه والوان،

یعنی ہمیں ایسے واقعے کا سامنا کرنا ہے جو اس واقعے کے مشابہ ہے، اس کے کئی رنگ اور مختلف چہرے ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی روشن اور واضح مستقبل نہیں، بلکہ ایک ایسا مستقبل ہے جو کئی رنگ اور ہزاروں روپ رکھتا ہے۔

91 :علی علیہ السلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کے درمیان اہم ترین فرق کیا تھا؟

جواب : علی علیہ السلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کے درمیان واضح فرق تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کافروں، بت پرستوں اور بت پرستی کا پرچار کرنے والے چند ایسے لوگ تھے جو اپنے عقائد کے بچاؤ کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برسر پیکار رہتے تھے۔ لیکن علی علیہ السلام کو ایک دانا لیکن بے دین طبقے کا سامنا تھا جن کی ظاہری چال ڈھال اسلامی تھی لیکن وہ کسی صورت بھی مسلمان نہیں تھے۔ ان کے نعروں میں تو اسلام گونجتا ہے لیکن اہداف کچھ اور ہوتا ہے۔

92: عدالت کے میدان میں حضرت علی علیہ السلام کیسی شخصیت کے مالک تھے؟

جواب: علی علیہ السلام لچکدار رویہ رکھتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد کئی سال ہو چکے تھے کہ اسلامی معاشرے کو بااثر لوگوں کا دم بھرنے اور انہیں دوسروں کی نسبت ممتاز سمجھنے کی عادت ہو چکی تھی۔ علی علیہ السلام نے اس راہ میں عجیب وغریب استواری کا مظاہرہ کیا، فرماتے تھے: میں عدالت سے ذرہ برابر بھی منصرف ہونے والا انسان نہیں ہوں۔

93: آپ خلافت کے مسئلے میں حضرت علی علیہ السلام صاف گوئی اور صداقت کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: علی علیہ السلام کی تیسری بڑی مشکل سیاست میں ان کی صاف گوئی اور صداقت کا استعمال تھا، جسے ان کے بعض دوست بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے: سیاست میں اس قدر سچائی اور صداقت سے کام لینا کچھ ٹھیک نہیں۔ اس میں کچھ فریب کاری اور مکر و حیلے کا بھی ہاتھ ہونا چاہیے کیونکہ سیاست کی اصلی چاشنی یہی فریب کاری اور مکاری ہے۔ (یہ تمام باتیں جو میں یہاں عرض کر رہا ہوں، نہج البلاغہ میں موجود ہیں۔) حتی کہ بعض لوگ یہاں تک کہتے تھے: علی علیہ السلام کو سیاست کرنی نہیں آتی۔ ذرا معاویہ کو دیکھو، کس قدر بڑا سیاستدان ہے!

94: حضرت علی علیہ السلام ان لوگوں کا کیا جواب دیتے تھے جو یہ کہتے تھے کہ معاویہ حکومت کرنے کے معاملے میں علی علیہ السلام سے زیادہ بڑا سیاست دان ہے؟

جواب: فرماتے تھے: خدا کی قسم! تم لوگ غلطی پر ہو۔ معاویہ کسی طرح بھی مجھ سے زیادہ عقلمند نہیں۔ وہ فریب کار ہے، فاسق ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ فریب کاری یا مکاری سے کام لوں۔ میں راہ حقیقت سے منحرف ہونا نہیں چاہتا۔ فسق و فجور کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا۔ اگر خداوند تبارک وتعالی مکاری کو ناپسند نہ کرتا تو تم دیکھتے کہ روئے زمین کا چالاک ترین انسان علی علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہ ہوتا۔ فریب کاری

دراصل فسق و فجور کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ فسق و فجور کفر کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ ہر مکار اور فریبی انسان قیامت کے دن اس حالت میں محشور ہونے والا ہے کہ اس کے ہاتھ میں ایک پرچم ہوگا۔

95: علی علیہ السلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات کے مابین واضح فرق کیا تھا؟

جواب: علی علیہ السلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات وشرائط میں ایک واضح فرق یہ تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کافر جماعت کے کفر یعنی ایک واضح اور آشکار کفر کا سامنا تھا۔ ایسے کفر کا کا سامنا تھا جو بہ بانگ دہل کہتا پھرتا تھا: میں کفر ہوں۔ لیکن علی علیہ السلام ظاہری طور پر اسلام کی نقاب اوڑھے ہوئے کفر یعنی "نفاق" سے برسر پیکار تھے۔ ایک ایسی قوم سے برسر پیکار تھے جن کا اصلی ہدف تو وہی کافروں والا تھا لیکن فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اس ہدف تک رسائی کے لئے اسلام کا استعمال کر رہے تھے۔ تقدس اور تقوی کے پردے میں چھپے ہوئے تھے اور قرآن کے زیر سایہ یہ کام انجام دینا چاہتے تھے۔

96: کیا وجہ تھی کہ اسلام میں ایک ایسے گروہ اور طبقے نے ظہور کیا جو صرف اسلامی کے ظاہر سے آشنائی کی حد تک مسلمان تھے؟

خلفاء کے زمانے میں برتی جانے والی غفلت کے پیش نظر اسلامی دنیا میں سامنے آنے والے مظاہر میں سے ایک یہ تھا کہ اس دوران ایک ایسے طبقے نے ظہور کیا جس میں شامل لوگ اسلام سے بے انتہا لگاؤ رکھتے تھے، مومن اور اس دین الہی پر عقیدہ رکھنے والے تھے لیکن یہ سب کچھ صرف اسلام کے ظاہر تک ہی محدود تھا۔ وہ اسلام کی روح سے قطعی طور پر ناآشنا تھے۔ اس طبقے میں شامل لوگوں کو بجائے اس کے کہ وہ معرفت اور اسلامی اہداف سے شناسائی کی بات کرتے یہ دھن سر میں سمائی ہوئی تھی کہ نماز وقت پر اور پوری پابندی کے ساتھ ادا کی جائے!

97: جب ابن عباسنے پہلی بار خوارج کو دیکھا تو کنا لفاظ میں ان کی تعریف کی؟

جواب: جب ان لوگوں نے علی علیہ السلام کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ابن عباس کو ان سے ملاقات کے لئے بھیجا تو ابن عباس نے ان سے ملاقات کے بعد ان کی درج ذیل الفاظ میں تعریف کی:

ان کی پیشانیوں پر بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے زخم پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ اونٹ کے گھٹنوں کی طرح (نماز پڑھنے کی وجہ سے) انتہائی مضبوط اور سخت ہو چکے ہیں۔ بدن پر پرانے زاہدانہ کپڑے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ان لوگوں کے قطعی طور پر مصمم چہرے ہیں۔

98: علی علیہ السلام خوارج کی تعریف کن الفاظ میں کرتے ہیں؟

جواب: علیؑ نے اس طبقے کی تعریف درج ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:

بہت بدمزاج، ظالم، سنگدل، پست خصوصیات کے مالک لوگ ہیں۔ ان لوگوں میں غلامی کی خو بو پائی جاتی ہے، ان کی روح محترم نہیں۔ ان کے باطن میں احترام والی کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ اوباش ترین لوگوں میں سے ہیں۔ معلوم نہیں کہاں سے آئے ہیں۔ ایک یہاں سے آیا تو دوسرا وہاں سے ظاہر ہوا ہے۔ (ایک بے بنیاد گروہ ہے کہ نجانے کہاں سے آیا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں چاہیے کہ وہ اسلامی مکتب میں داخلہ لے کر اس کی الف ب کا سبق حاصل کریں۔ کیونکہ یہ تمام کے تمام ان پڑھ اور جاہل ہیں۔ کوئی معلومات نہیں رکھتے۔ قرآن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس عظیم کتاب کے معانی و مفاہیم سے بے بہرہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے بے خبر ہیں۔ ان لوگوں کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ انہیں ابھی تک اسلامی تعلیم و تربیت نہیں دی گئی۔ یہ ان مہاجرین اور انصار میں سے نہیں جن کی تربیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اسلامی تربیت ہونا باقی ہے۔

99: حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں ظاہری طور پر دین کی پرستش کرنے والے لوگوں کے حالات بیان کیجئے۔

جواب: علی علیہ السلام اس زمانے میں کرسی خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں جب مسلمانوں کے اندر مذکورہ طبقے کا ظہور ہو چکا ہوتا ہے اور اس کے افراد ہر جگہ پھیل چکے ہوتے ہیں یہاں تک کہ حضرت امیر علیہ السلام کا اپنا لشکر بھی ان افراد کے وجود سے خالی نہیں۔ جنگ صفین کا واقعہ، معاویہ اور عمرو عاص کے مکر و حیلے کی داستان جو آپ کئی بار سن چکے ہیں اسی زمانے کی پیداوار ہیں۔ جب ان لوگوں کو احساس ہوجاتا ہے کہ شکست ان کے انتظار میں ہے اور اس بار ان کی شکست ان کی آخری شکست ثابت ہونے والی ہے، تو وہ منصوبہ بناتے ہیں کہ مذکورہ طبقے کو استعمال میں لایا جائے۔

100: جن لوگوں کو دین کے اصلی مفاہیم سے مکمل طور پر آشنائی نہیں تھی، آخر کار انہوں نے کیا کیا؟

جواب: انہوں نے علی علیہ السلام سے اپنا راستہ الگ کرلیا۔ خوارج کے نام سے موسوم ایک فرقے میں تبدیل ہو گئے اور علی علیہ السلام کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ انہوں نے علی علیہ السلام کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ پھر بھی علی علیہ السلام نے ان کے مسلحانہ طور پر اعلان جنگ کرنے تک انہیں کچھ نہیں کہا اور ان کے ساتھ مروت سے کام لیتے رہے۔ اس مروت کی ایک نشانی یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے بیت المال سے ان کے حقوق کے اجراء پر کوئی پابندی عائد نہیں فرمائی، ان کی آزادی پر کوئی قدغن نہیں لگایا، وہ کھلے عام حضرت علی علیہ السلام کے سامنے گستاخی اور حقارت آمیز باتوں کا اظہار کرتے تھے لیکن امام علیہ السلام سب کچھ خندہ پیشانی سے سہہ جایا کرتے تھے۔

101: حضرت علیؑ نے خوارج کے اس رویئے کے نتیجے میں کیا ردعمل دکھایا؟

جواب: علی علیہ السلام خود تشریف لے گئے اور ان سے مذاکرہ فرمایا۔ امام علیہ السلام کے مذاکرات بہت بارور ثابت ہوئے۔ بارہ ہزار افراد پر مشتمل ان لوگوں

میں سے آٹھ ہزار افراد نے اپنے کیے پر پشیمانی کا اظہار کیا۔علی علیہ السلام نے امن و امان کے جھنڈے کے عنوان سے وہاں ایک پرچم نصب فرمایا کہ جو بھی اس پرچم کے نیچے آجائے، اسے مکمل طور پر امن وامان فراہم کیا جائے گا۔آٹھ ہزار لوگ آئے۔ باقی چار ہزار لوگوں نے کہا: کبھی نہیں۔علی علیہ السلام نے تب ان نام نہاد مقدسین کی گردنوں پر اپنی تلوار چلاتی اور ان تمام کو جہنم رسید فرمایا۔ دس لوگوں سے بھی کم لوگ بچ نکلے جن میں سے ایک عبدالرحمن ابن ملجم یعنی امام علیہ السلام کو شہید کرنے والا ملعون تھا۔

102 : نہج البلاغہ کے کسمصے کا مطالعہ حضرت علی علیہ السلام کی زندگی سے بہتر طور پر آشنائی کے لئے ہماری مدد کرسکتا ہے؟

جواب : علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں ایک جملہ ارشادفرمایا ہے (علی علیہ السلام بھی عجیب وغریب انسان ہیں۔ یہاں درحقیقت آپ علیہ السلام کی عظمت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے) فرماتے ہیں:

انا فقات عین الفتنة و لم یکن لیجتری علیها احد غیری عدان ما ج غیهبها و اشتد کلبها

یعنی: یہ میں اور صرف میں تھا جس نے اس فتنے کی آنکھیں نکال باہر پھینکیں۔ میرے علاوہ کوئی دوسرا اس فتنے کی آنکھیں نکالنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا (یعنی ان نام نہاد مذہبی لوگوں کا فتنہ)۔علی علیہ السلام کے علاوہ دنیا میں اور کوئی انسان ان کی گردنوں پر تلوار رکھنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔

103 : علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں خوارج کو کس چیز کے مانند قرار دیتے ہیں؟

جواب : حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ مقدس مآب لوگ ایک پاگل کتے کی صورت اختیار کر چکے تھے اور پاگل کتے کی طرح ہر جس کسی کو کاٹتے اسے بھی اپنے جیسا پاگل بنا لیتے تھے۔جس طرح لوگ ایک پاگل کتے کو قتل کردینے میں خود کو حق

بجانب خیال کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں کاٹ ہی لے۔ میں نے بھی ان پاگل کتوں کو دیکھا تو مجھے بھی انہیں قتل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔

104: خوارج کن خصوصیات کے حامل لوگ تھے؟

جواب: خوارج بعض ایسی خصوصیات کے مالک تھے جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی تھیں۔ ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیات ان کی شجاعت اور فداکاری کا مسئلہ تھا۔ چونکہ اپنے عقیدے پر سختی سے پابندی کرتے تھے، اس لئے عجیب وغریب حد تک فداکاری اور ایثار کرنے والے تھے۔ ان کی فداکاریوں کے بارے میں بہت سی حیرت انگیز داستانیں ملتی ہیں۔ ان کی دوسری خصوصیت ان کا عبادت گزار (خدا کی پرستش کرنے والے) اور متعبد (عبادت گزار لوگ) ہونا تھی۔ بہت زیادہ عبادت کرتے تھے۔ ان کی یہی خصوصیت تھی جس نے دوسروں کو شک و شبے میں ڈال دیا تھا لیکن علی علیہ السلام فرمانے لگے: میرے علاوہ کوئی انہیں قتل کرنے کی جرات نہیں رکھتا تھا۔ ان کی تیسری خصوصیت ان کی نادانی اور جہالت تھی۔

105: مجموعی طور پر نہج البلاغہ کیسی کتاب ہے؟

جواب: نہج البلاغہ ایک عجیب کتاب ہے۔ ہر حوالے سے عجیب کتاب ہے۔ اس میں بیان ہونے والی توحید عجیب ہے۔ مواعظ عجیب ہیں، دعائیں اور عبادات حیرت انگیز ہیں۔ اسی طرح اس میں اس زمانے کی تاریخ کا تجزیہ بھی عجیب انداز سے کیا گیا ہے۔ جب امام علی علیہ السلام معاویہ، عثمان، خوارج یا دیگر واقعات کا تجزیہ کرتے ہیں، تو ان کا تجزیہ عجیب انداز کا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر خوارج کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: تم لوگوں میں سب سے بدترین ہو۔

106: کوئی ایسی روایت بیان فرمائیں جس سے امام علی علیہ السلام کے زمانے کے لوگوں کو بہتر طور پر پہچانا جا سکے۔

جواب: جن دنوں میں حضرت علی علیہ السلا کا قاصد شام میں تھا، معاویہ نے

ایک دن بدھ کے روز کہا: لوگوں کو نماز جمعہ پڑھنے کے لئے بلاؤ۔ لوگ نماز جمعہ کے لئے جمع ہو گئے۔ اس نے بدھ کے روز نماز جمعہ ادا کی۔ کسی شخص نے بھی اس کام کے لئے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ اس نے بعد میں حضرت علی علیہ السلام کے قاصد کو بلا بھیجا اور کہا: جاؤ اور علی علیہ السلام سے کہو کہ میں ایک لاکھ پر مشتمل ایسے سپاہیوں کے ساتھ آپ پر حملے کے لئے آ رہا ہوں، جس میں شامل لوگ بدھ اور جمعے کے دن فرق بتانا بھی نہیں جانتے۔ علی علیہ السلام سے کہو کہ اپنے معاملات دیکھنا شروع کر دیں۔

107 : اپنے زمانہ خلافت میں علی علیہ السلام تین گروہوں کے ساتھ برسر پیکار رہے، اسبارے میں تھوڑی وضاحت کیجئے۔

جواب: علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت میں تین گروہوں کی نفی کرتے ہوئے انہیں خود سے دور کرنے کے لئے ان کے خلاف قیام کیا۔ اصحاب جمل جنہیں خود امام علیہ السلام نے "ناکثین" کا نام دیا؛ اصحاب صفین جنہیں آپ علیہ السلام نے "قاسطین" کہہ کر پکارا اور اصحاب نہروان یعنی خوارج جنہیں آپ نے "مارقین" کے لقب سے یاد کیا:

پس جب میں نے خلیفہ کے بطور قیام کیا تو ایک گروہ نے اپنی بیعت توڑ دی، ایک گروہ میں شامل افراد نے دین کو خیر باد کہہ ڈالا، جبکہ ایک اور گروہ نے بغاوت اور سرکشی کا علم لہرانا شروع کر دیا۔ [1]

108: آپ کے خیال میں یہ تین گروہ ذہنی اعتبار سے کس سطح کے لوگ تھے؟

جواب: ناکثین ذہنی اعتبار سے مال و دولت کو پوجنے والے، لالچی، حریص اور مسلمانوں کے اندر دراڑ پیدا کرنے کے شوقین لوگ تھے۔ جہاں امام علیہ السلام نے عدل و مساوات کی بات کی ہے، ان کا روئے سخن اسی گروہ کی طرف رہا ہے۔ قاسطین کی ذہنیت، سیاسی اور مکارانہ قسم کی ذہنیت تھی۔ وہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی نہ

[1] نہج البلاغہ خطبہ شقشقیہ

کسی طرح حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ تیسرا گرہ مارقین کے نام سے معروف ہے۔ یہ گروہ ذہنی اعتبار انتہائی متعصب اور نام نہاد مذہب پرست اور خطرناک جہالت کے شکار لوگ تھے۔علی علیہ السلام ان تمام کے مقابلے میں ایک طاقتور مدافعت اور کبھی گردن تسلیم خم نہ کردینے والی روح کے مالک تھے۔

109: حضرت علی علیہ السلام کے انتہائی کمال سے کس طور آشنا ہوا جاسکتا ہے؟

جواب: علی علیہ السلام کی جامعیت اور مکمل انسان ہونے کا ایک مظہر یہ ہے کہ انہوں نے عملی طور پر مختلف فرقوں اور انحرافات سامنا کرتے ہوئے ان تمام کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ ہم کبھی انہیں میدان جنگ میں مال و دولت کے پجاریوں اور دنیا کے حریص لوگوں کے خلاف تلوار اٹھاتے دیکھتے ہیں، کبھی سیاست دانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور کبھی نام نہاد مذہبی لیکن درحقیقت جاہل اور منحرف لوگوں کے خلاف۔

110: اسلام میں مردم شناسی کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے؟

جواب: بنیادی طور پر اشخاص، ان کی صلاحیتوں، قابلیتوں اور اسلام وحقائق اسلامی سے ان کے تعلقات کی شناخت اپنی جگہ ایک ذمہ داری ہے اور مجھے ڈر ہے کہ ابھی تک ہم اس عظیم ذمہ داری سے غفلت برتتے ہوئے ہیں۔

علی علیہ السلام فرماتے تھے:

یاد رکھو تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو، جب تک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو۔[۱]

---

[۱] نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۸

کتاب سے متعلق سوالات

1۔ دوسری کتابوں کے مقابلے میں نہج البلاغہ کا امتیازی نکتہ کیا ہے؟

الف: فصاحت

ب: بلاغت

ج: تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا

د: تینوں

2۔ خوبصورتی کیا ہے؟

الف: قابل ادراک

ب: قابل بیان

ج: دونوں

د: کوئی نہیں

3۔ کیا چودہ سو سال گزرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی باتوں میں کوئی تغیر اور تبدیلی آئی ہے؟

الف: جی نہیں، کیونکہ علی علیہ السلام کی باتیں زمانوں اور ادوار کی قیدی نہیں۔

ب: جی نہیں! چونکہ یہ باتیں حق ہیں۔

ج: جی نہیں، کیونکہ علی علیہ السلام کی
باتیں زمان و مکان کے دائرے میں محدود نہیں۔

د: جی نہیں۔

4۔ قرآن مجید کے بعد دوسری بلیغ ترین کتاب کس نے لکھی ہے؟

الف: امام علی علیہ السلام نے

ب: امام سجاد علیہ السلام نے

ج: امام صادق علیہ السلام نے

د: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

5۔ ''کلام'' کس شے کا نمائندہ ہے؟

الف: انسان

ب: دل

ج: روح

د: عقیدہ

6۔ نہج البلاغہ کی بعض بحثیں کیا ہیں؟

الف: اخلاقیات

ب: معاشرتی اصول

ج: اسلام اور قرآن

د: تینوں

7۔ نہج البلاغہ میں کس سطح کی توحیدی بحثیں شامل ہیں؟

الف: ناقابل تصور

ب: معجزے کی سطح پر

ج: اعلیٰ ترین

د: تینوں

8۔ نہج البلاغہ کی اکثر بحثوں کا موضوع کیا ہے؟

الف: توحید

ب: عقلی مباحث

ج: فلسفیانہ بحثیں

د: عقلی اور فلسفیانہ مباحث

9۔"ذات حق کی وحدانیت" سے کیا مراد ہے؟

الف: عددی وحدانیت

ب: غیر عددی وحدانیت

ج: عددی "ایک" کے ذریعے اس کی تعریف ممکن نہیں

د: کوئی نہیں

10۔نہج البلاغہ میں شامل افکار کا سرچشمہ کیا ہے؟

الف: قرآن

ب: سنت

ج: حکمت

د: ایمان

11۔اسلامی متکلمین نے اپنی بحثوں کا محور و مرکز کس چیز کو بنایا ہے؟

الف: عقلی حسن (خوبصورتی)

ب: عقلی قبح (بدصورتی)

ج: عقلی حسن و قبح

د: کوئی نہیں

12۔ذات حق کے بارے میں نہج البلاغہ میں کیا بیان ہوا ہے؟

الف: وہ ایک مطلق ہستی ہے

ب: وہ ایک نامحدود ہستی ہے

ج: کوئی چیز اس کے وجود سے خالی نہیں

د۔تینوں

13۔"عبادت" سے نہج البلاغہ کی مراد کیا ہے؟

الف: عارفانہ عبادت

ب: زاہدانہ عبادت

ج: عابدانہ عبادت

د: تینوں

14۔ "سبعہ معلقہ" اور "نہج البلاغہ" کی کتابوں میں کتنا فرق ہے؟

الف: بہت زیادہ

ب: کافی

ج: زمین آسمان کا

د: کوئی فرق نہیں

15۔ یاد خدا کا مقصد کیا ہے؟

الف: جنت کا حصول

ب: راہ حقیقت تک رسائی

ج: دلوں کو گناہوں سے پاک کرنا

د: تینوں

16۔ عبادت کی دنیا کیسی دنیا ہوتی ہے؟

الف: اس میں دن رات کا تصور نہیں

ب: ہمیشہ اخلاص اور پاکیزگی سے بھری رہتی ہے

ج: اس دنیا میں تاریکی کا کوئی تصور نہیں

د: تینوں

17۔ حقوق کی نوعیت ہمیشہ دو طرفہ ہوتی ہے۔ یہ جملہ کس خطبے میں آیا ہے؟

الف: ۲۰۷

ب: ۲۰۸

ج:۱۰۱

د:۱۰۲

18۔کونسی چیز تمام کاموں کو طبیعی شکل دینے میں مدد ومعاون ثابت ہوتی ہے؟

الف:عشق

ب:محبت

ج:عدالت

د:ایمان

19۔عدل وانصاف اور جود وکرم کے درمیان کیا نسبت پائی جاتی ہے؟

الف:عدل وانصاف جود وکرم سے بالاتر ہیں

ب:جود وکرم عدل وانصاف سے بالاتر ہیں

ج:عدل وانصاف اور جود وکرم ایک دوسرے کے برابر ہیں

د:کوئی نہیں

20۔عدالت کیا ہے؟

الف:عام قانون

ب:عمومی انتظام

ج:عمومی تدبر اور سوچ

د:تینوں

21۔معاشرے کو کون سی چیز سے آرام اور سکون ملتا ہے؟

الف:عشق

ب:ایمان

ج:ہدف

د:عدالت

22۔ حضرت علی علیہ السلام کا سکوت کس نوعیت کا تھا؟

الف: نپا تلا ہوا

ب: منطقی

ج: ہدف رکھنے والا

د: تینوں

23۔ حضرت علی علیہ السلام موت کو کس چیز کی نسبت زیادہ پسند کرتے تھے؟

الف: دنیا

ب: خوبصورتیوں

ج: ماں کی چھاتی

د: حکومت

24۔ نہج البلاغہ کا بیشتر حصہ کس موضوع کے بارے میں ہے؟

الف: وعظ و نصیحت

ب: دنیا

ج: حکومت

د: عدالت

25۔ نہج البلاغہ میں بکثرت استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ایک لفظ ہے:

الف: ایمان

ب: تقوی

ج: خداوند

د: ہدایت